Courtesy www.pdfbooksfree.pk

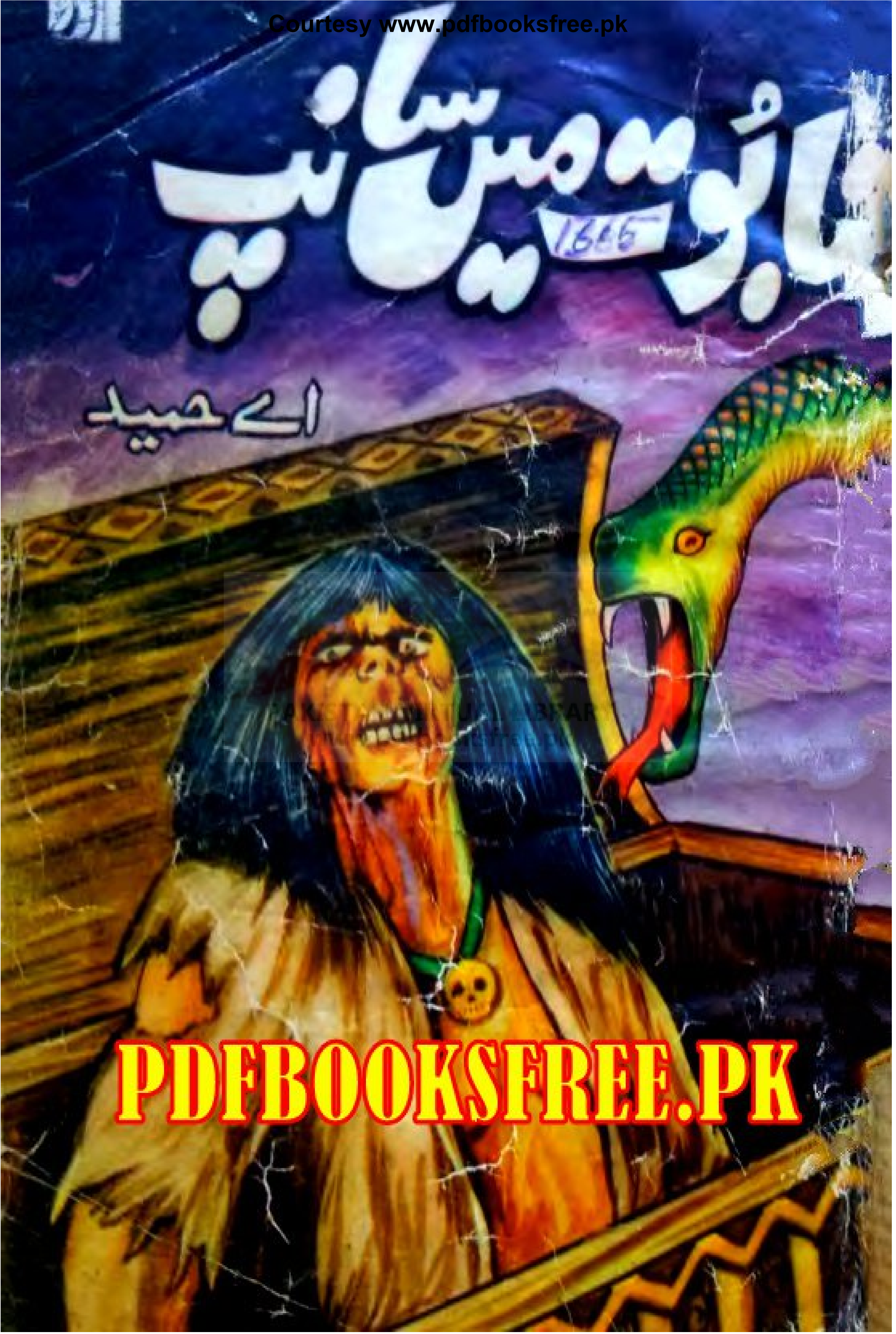

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

4968

۶

ناگ ماریا اور عنبر کی واپسی

تابوت میں سانپ

اے۔ حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیمت پانچ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق [illegible] پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول : نومبر [illegible]
تعداد : دو ہزار

[illegible]
[illegible]

ترتیب

* لاشوں کے چور
* تابوت میں سانپ
* بنک میں ڈاکہ
* قتل کی سازش
* سانپوں کا بادشاہ
* مکار چچا اور خزانہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو! یہ تو آپ پانچویں قسط میں پڑھ چکے ہیں کہ ناگ لندن شہر کے خونی قاتل کی تلاش میں ہے جو رات کے اندھیرے میں نوجوان عورتوں کو ہلاک کر کے اس کی گردن سے منہ لگا کر سارا خون پی لیتا ہے۔ ناگ ایک رات خونی قاتل کا تعاقب کرتا شہر کے پرانے علاقے میں دریا کے پل کے نیچے ایک غار میں جاتا ہے۔ جہاں اُسے خونی قاتل تو نہیں ملتا لیکن لاشوں کے چوروں سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ تازہ قبروں سے لاشیں نکال کر لندن کے ڈاکٹروں کے پاس فروخت کرتے ہیں اور جب کوئی تازہ لاش نہیں ملتی تو کسی زندہ عورت یا آدمی کو اغوا کر کے ہلاک کرتے ہیں اور لاش کو بیچ دیتے ہیں۔ ناگ دیکھتا ہے کہ لاشوں کے چوروں نے ایک عورت کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور اب اس کی جوان بیٹی کو ہلاک کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں تاکہ ایک ہی وقت میں دو لاشوں کو بیچ کر پیسے کمائیں۔ ناگ وہاں سانپ کی شکل میں موجود ہے۔ جونہی وہ لڑکی پر خنجر کا وار کرنے لگتے ہیں تو ناگ ——— مگر یہ تو آپ خود ہی پڑھیں تو زیادہ لطف اٹھائیں گے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لاشوں کے چور

رات کی تاریکی میں دریا خاموشی سے بہہ رہا تھا۔

دریا کی سطح پر دھند پھیلی ہوئی تھی۔ پرانے پُل کے دونوں ٹاور اندھیرے میں بھوتوں کی طرح منہ پھاڑے کھڑے تھے۔ قاتل کے سائے کو ناگ نے اسی ٹاور کے قریب پُل کے نیچے جاتے دیکھا تھا۔ ناگ کبوتر کی شکل میں ٹاور کے اوپر چکر لگانے لگا۔ ٹاور کی چھت خالی پڑی تھی۔ وہ پُل کے نیچے آگیا۔ یہاں پُل کی چھت کی وجہ سے دریا کے بہنے کی ہلکی ہلکی آواز آرہی تھی۔ آدھی رات کے سناٹے میں یہ آواز ایسی لگ تھی جیسے جنگل میں سویا ہوا اژدہا ہولے ہولے خراٹے لے رہا ہو۔

ناگ اُسی وقت کبوتر سے انسانی شکل میں آگیا۔ کیونکہ اب خونی قاتل کا کھوج لگانے کی ضرورت تھی۔ پُل کے نیچے دریا نے تھوڑا سا کنارہ چھوڑ دیا تھا۔ یہاں اونچی اونچی دلدلی گھاس اُگی تھی۔ اندھیرے میں یہ گھاس دھندلی دھندلی دکھائی دیتی تھی

اندھیرے کی وجہ سے ناگ یہاں قدموں کے نشان بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پُل کی محرابی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ناگ کو ایک جگہ سے دیوار کی اینٹیں اُکھڑی ہوئی دکھائی دیں۔ اُس نے جھک کر دیکھا۔ ناگ میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اندھیرے میں اُسے ہر شے دکھائی دے جاتی تھی۔ صرف درخت اور سبزہ اُسے دھندلا نظر آتا تھا۔ کیونکہ وہ اصل میں سانپ تھا اور انسان کے بھیس میں چل پھر رہا تھا۔

جہاں سے اینٹیں اکھڑی ہوئی تھیں وہاں ایک سوراخ ہو گیا تھا۔ اور ایک زنگ آلود زینہ اندر کو اترتا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ خونی قاتل کا ٹھکانہ اسی پُل کے نیچے کسی تہہ خانے میں ہے۔ اُس نے انسان بن کر نیچے اُترنے کی بجائے سانپ بن کر جانے کا فیصلہ کیا اور ایک چھوٹا سا سانپ بن کر اندھیرے سوراخ کے راستے اتر گیا۔ نیچے زمین گیلی تھی اور دیوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو۔ لیکن کوئی شے اسے آگے چلنے کے لئے کہہ رہی تھی۔ ناگ سانپ کی شکل میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ آگے سُرنگ ذرا چوڑی ہو گئی اور اس کی چھت سے لٹکا ہوا جالا ناگ نے اندھیرے میں لہراتا دیکھا۔ کسی طرف سے یہاں ہلکی ہلکی تازہ ہوا آ رہی تھی۔

ذرا آگے جانے کے بعد ناگ نے ہلکی سی روشنی دیکھی۔ یہ روشنی ایک نیچی جگہ سے آ رہی تھی۔ ناگ رینگتا ہوا ایک دیوار پر چڑھ گیا۔ دوسری طرف دیکھا کہ ایک دالان سا بنا ہوا تھا جس کی ایک جانب کوٹھڑی تھی۔ دالان تنگ سا تھا اور کونے میں تیل کا ایک چراغ روشن تھا۔ سانپ دیوار پر سے رینگتا ہوا نیچے دالان میں آگیا۔ وہ پتھریلے فرش پر بل کھا کر آیا۔ [illegible] کوٹھڑی کے ادھ کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔ آواز آ رہی تھی۔ اد[illegible] تھی۔ یہاں دیوار تھی جیسے جنگل میں سویا ہوا اژدہا ہولے ہولے خراٹے [illegible] رہا ہو۔

قدموں کی چاپ کے ساتھ اب ناگ کو ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی کسی بھاری شے کو زمین پر گھسیٹ کر لا رہا ہے۔ پھر اسے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آئی۔

"جلدی کرو جمّ!"

دالان میں دیئے کی روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ دو آدمی کسی بھاری بھرکم عورت کی لاش کو گھسیٹتے لئے آ رہے ہیں۔ دالان کے بیچ میں لا کر انہوں نے لاش کو چھوڑ دیا اور سانس درست کرنے لگے۔ دونوں دبلے پتلے آدمی تھے اور انہوں نے سروں پر کالی اُونی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں۔ ایک آدمی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لمبا چاقو بند کر کے میلی جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ عورت ادھیڑ عمر کی تھی جس کی لاش پر جگہ جگہ خون کے بڑے بڑے دھبے پڑے تھے۔

دونوں لاش کے قریب ہی پتھروں پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

"ہمیں دن نکلنے سے پہلے پہلے یہ لاش ڈاکٹر کے گھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دو پونڈ تو فی لاش ہمیں دینے چاہییں۔"

دوسرا بولا: "ڈاکٹر کہتا ہے ہمیں تجربے کے لئے جوان عورت کی لاش چاہئے۔ بوڑھی لاشوں کو اب ہمیں ضرورت نہیں ہے اس لئے ہمیں آئندہ کسی جوان لڑکی کو قتل کر کے اس کی لاش ڈاکٹر کے ہاں لے جانا ہو گی۔ پھر ہم اس سے دو پاؤنڈ فی لاش کی بات کر سکتے ہیں۔"

پہلا کہنے لگا: "کم بخت ایک تو اس قاتل کے بچے نے شہر میں دہشت پھیلا رکھی ہے جو عورتوں کو قتل کر کے اس کا خون پی کر لاش وہیں چھوڑ جاتا ہے۔"

دوسرا بولا: "اگر یہ ڈراکولا کا بچہ خون نہ پئے تو اس کی چھوڑی ہوئی لاشیں بھی ہمارے کام آ سکتی تھیں لیکن ڈاکٹر کہتا ہے کہ جس لاش کے جسم سے خون سارے کا سارا نکل چکا ہو وہ اُن کے کسی کام کی نہیں ہے۔"

"تو پھر اسے اٹھا کر ڈاکٹر کے پاس لئے چلتے ہیں۔ کل [illegible]

"چلو یار اب اس موٹی عورت کی لاش کو اٹھاؤ۔"

"یار جس وقت ہم اس عورت کو اٹھا رہے تھے تو تمہیں یاد ہے اس کی جوان بیٹی جاگ پڑی تھی اور اس نے شور بھی مچایا تھا۔"

"ہاں۔ مگر وہ پولیس کو لے کر یہاں کہاں پہنچ سکتی ہے بھلا۔"

اتنے میں ایک لڑکی کی آواز آئی۔

"ممی! ممی! تم کہاں ہو؟ میری ممی کو چھوڑ دو۔ میری ممی کو چھوڑ دو۔"

دونوں ایکدم چونک پڑے۔

"یہ تو وہی لڑکی ہے۔"

"ہاں۔ اس عورت کی لڑکی۔"

"آنے دو۔ آج ہم اس بوڑھی لاش کے ساتھ ایک جوان لڑکی کی لاش بھی ڈاکٹر کے پاس لے جائیں گے۔ اس عورت کی لاش کو ادھر کونے میں چھپا دو۔ جلدی جلدی کرو۔"

ناگ دیوار کے ساتھ لگا یہ سارا بھیانک کھیل دیکھ رہا تھا۔ وہ تو خونی قاتل کی تلاش میں آیا تھا لیکن یہاں اُسے دوسرے قاتلوں سے واسطہ پڑ گیا۔ یہ لوگ قبروں سے تازہ لاشیں چرا کر ڈاکٹروں کے پاس فروخت کرتے تھے ان دونوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لندن میں یہ وارداتیں بھی اکثر ہوتی رہتی تھیں۔ ڈاکٹری تجربے کے لئے ڈاکٹروں کو لوگ اپنی خوشی سے اپنے دوستوں یا عزیزوں کی لاشیں نہیں دیتے تھے۔ ڈاکٹروں کو لاشوں کی ضرورت رہتی تھی۔ چنانچہ جرائم پیشہ لوگوں نے قبروں سے تازہ لاشیں چُرا کر ڈاکٹروں کے پاس فروخت کرنی شروع کر دیں۔ اور پھر کچھ پرانے خونی قاتلوں نے لاشیں حاصل کرنے کے لئے زندہ لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہ دونوں اُن قاتلوں میں سے تھے۔

اتنے میں اس مردہ عورت کی جوان بیٹی جس کی عمر تیرہ چودہ سال کی ہو گی سہمی سہمی اپنی ماں کو آوازیں دیتی وہاں آ گئی۔ معلوم ہوا کہ اس سرنگ کا کوئی دوسرا راستہ بھی تھا۔ قاتلوں نے پہلے اس لڑکی کی ماں کو اٹھایا اور پھر سرنگ کے اندر لا کر قتل کر دیا۔ لڑکی پیچھا کر رہی تھی اور اس نے ان کو سرنگ کے اندر جاتے دیکھ لیا اور وہاں پہنچ گئی۔

دونوں قاتلوں کو اپنے سامنے دیکھ کر لڑکی کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ قاتلوں نے مسکراتے ہوئے لڑکی کا استقبال کیا اور کہا۔

"آؤ بہن آؤ۔ اچھا ہوا تم آ گئیں۔ تمہاری ممی کو خونی قاتل اور اس کے ساتھی اٹھا کر لے گئے تھے۔ ہم نے بڑی مشکل سے تمہاری ماں کو قاتلوں سے چھڑایا ہے۔ فکر نہ کرو۔ تمہاری ممی

بالکل ٹھیک ہے اندر آرام کر رہی ہے۔"

لڑکی کو ان کی باتوں کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ لیکن وہ مصیبت میں پھنس چکی تھی۔ اب وہ وہاں سے اچانک بھاگ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس کے پاؤں من من بھاری ہو رہے تھے۔ پھر بھی اس نے ذرا سا ہنسنے کی کوشش کرتے ہوئے ان دونوں کا جھوٹ موٹ شکریہ ادا کیا اور یہ کہتے ہوئے واپس مڑی۔

"میں ابھی آتی ہوں۔"

ایک قاتل نے لپک کر لڑکی کو دبوچ لیا۔

"ایسی جلدی بھی کیا ہے۔ آئی ہو تو اپنی ماں سے بھی ملتی جاؤ۔ وہ اندر کوٹھڑی میں ہے۔ آؤ تمہیں اُس سے ملاتے ہیں۔"

لڑکی کانپ اٹھی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر رکھے ہوئے تھے۔ آنکھیں دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ اُسے اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ ماں کی لاش اندھیرے کونے میں پتھروں کے ڈھیر کے پاس پڑی تھی جسے اس نے کنکھیوں سے دیکھ کر پہچان لیا تھا۔ اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے جانے دو۔ مجھے کچھ نہ کہو۔ میں سکول میں پڑھتی ہوں مجھے صبح سکول جانا ہے۔"

دونوں قاتل قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ ایک نے لڑکی کی نازک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گردن پر انگلی پھیر کر اپنے ساتھی سے کہا۔

"میں نے نشان لگا دیا ہے جم! اب تم جانو اور تمہارا کام۔"

لڑکی جیسے بت بن کر رہ گئی۔ موت کے ٹھنڈے ہاتھ نے اس کی گردن پر اپنی انگلیاں رکھ دی تھیں۔ دوسرے قاتل جم نے اپنی ریشمی جیکٹ سے چاقو نکال کر اُسے کھول دیا۔ لڑکی کی چیخ نکل گئی۔

"مجھے نہ مارو۔ میں نے صبح سکول جانا ہے۔ مجھے نہ مارو۔ ممی! ممی! مجھے بچاؤ۔"

اس کی بدنصیب ماں تو خود مردہ پڑی تھی وہ بے چاری اپنی بے بس بچی کو کیسے بچاتی۔ لیکن اُسے بچانے کے لئے وہاں ناگ موجود تھا ایک انتہائی زہریلے سبز اور سیاہ سانپ کی شکل میں وہاں موجود تھا۔ جس کا زہر ان دونوں کے پورے خاندان کو موت کی نیند سلا سکتا تھا ناگ دیوار کے ساتھ سانپ بن کر لگا موقع کا انتظار کرنے لگا۔ وہ بچی معصوم سکول کی بچی تھی جو اپنی ماں کی بے رحمانہ قتل کی وجہ سے سخت غم زدہ تھی۔ اب اسے اپنی گردن کی طرف تیز دھار والا چاقو آتا نظر آرہا تھا۔ بے چاری اس قدر خوف زدہ تھی کہ اس کے حلق سے چیخ نہیں نکل رہی تھی۔ ایک قاتل اس کے سر پر کھڑا تھا اور دوسرے قاتل نے لڑکی کو پکڑ کر زمین پر گرا لیا تھا اور اس کی گردن پر چاقو چلانے ہی والا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ لڑکی کی گردن پر چاقو چلاتا اور اُسے ذبح کرتا ناگ اپنا پہلا فرض ادا کر چکا تھا۔

اس قاتل کا اوپر کو اٹھا ہوا چاقو والا ہاتھ اوپر ہی رہ گیا۔ اس کے ناک کان اور منہ سے اچانک خون بہنا شروع ہو گیا اور چاقو اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور وہ ایک بے جان ریت کی بوری کی طرح پیچھے کو فرش پر لڑھک گیا۔ جو قاتل کھڑا تھا اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ ناگ نے اس کی شہ رگ پر ڈسا تھا اور سانپ ابھی تک مرے ہوئے قاتل کی لاش کے کوٹ کے اندر موجود تھا۔

لڑکی نے جب قتل کرنے والے کو خود ہی کتے کی موت مرتے دیکھا تو ایکدم اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور ایک طرف کو بھاگنے لگی لیکن اب دوسرے قاتل نے اسے دبوچ لیا اور فرش پر گرا کر اس کا گلا دبانا شروع کر دیا۔ لڑکی کے حلق سے خر خر کی آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ بے بسی سے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ ناگ لاش کے کوٹ کے اندر سے باہر نکل آیا تھا۔ وہ دوسرے قاتل کی طرف بڑھا۔ اچانک قاتل کی نظر سانپ پر پڑی۔ اُسے اپنے ساتھی کی موت کی وجہ سمجھ میں آ گئی۔ لڑکی کو اس نے وہیں چھوڑا اور قریب سے ایک پتھر اٹھا کر سانپ پر دے مارا۔ پتھر ناگ کے بالکل قریب آ کر پڑا۔

ناگ تڑپ کر ایک طرف ہو گیا۔ قاتل اس کے پیچھے پتھر لے کر بھاگا۔ اپنی موت کو خود آوازیں دے رہا تھا۔ ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اندھیرے میں جاتے ہی ایک زوردار پھنکار ماری اور دوسرے ہی لمحے وہ ایک بہت بڑے اژدہا کی شکل میں سامنے آگیا۔ لڑکی تو اژدہا کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ قاتل حیران ہو کر چھپا ہوا تھا کہ وہاں اچانک اتنا بڑا اژدہا کہاں سے آگیا۔ اژدہا ایک بہت بڑے ہاتھی کی سونڈ کی طرح کا تھا اور اس کا منہ ہاتھی کی طرح کھلا تھا۔

قاتل بھاگ کھڑا ہوا۔ اژدہا نے منہ کھول کر زور سے سانس اندر کی طرف کھینچا۔ قاتل سرنگ کے دوسرے دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا کہ اپنے آپ پیچھے کھسکنے لگا۔ وہ آگے کو جھک کر دوڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور اژدہا کا سانس اسے پیچھے کی طرف کھینچ رہا تھا۔ وہ اپنے آپ ایک ایک قدم پیچھے آرہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اژدہا کے منہ کے پاس آ پہنچ گیا اور اژدہا کی لرزتی پھنکارتی زبان اور گرم گرم سانس اس کی گردن کو چھونے لگا۔

اژدہا نے ایک ہی سانس میں قاتل کو سالم کا سالم نگل لیا اور غائب ہو گیا۔ اس کی جگہ اب وہاں ناگ انسان کی شکل میں موجود تھا۔ انگریز معصوم لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔ ناگ اسے ہوش میں لایا تو اس نے کپکپاتے ہونٹوں کے ساتھ اژدہا کے بارے میں پوچھا۔ ناگ نے اُسے بتایا کہ اژدہا دونوں

قاتلوں کو ختم کر کے جا چکا ہے۔ اپنی ماں کی لاش دیکھ کر لڑکی دھاڑیں مار کر رونے لگی۔ ناگ لڑکی اور اس کی ماں کی لاش کو اُس کے گھر لے آیا اور پولیس کو اطلاع کر دی

انسپکٹر وکٹر نے قاتل کی لاش کو قبضے میں لے کر دوسرے قاتل کے بارے میں پوچھا تو ناگ نے اُسے آہستہ سے رازداری کے ساتھ کہا۔

"اُسے میں اژدہا بن کر کھا گیا ہوں۔"

انسپکٹر وکٹر سہم کر ایک قدم پرے ہٹ گیا۔ پھر اُس نے ذرا سا مسکرا کر ناگ سے کہا۔

"کیا ہضم کر لیا قاتل کو؟"

"کب کا۔"

اسی رات خونی قاتل نے ایک اور لڑکی کو اس کے بیڈ روم میں ہلاک کر کے اس کی شہ رگ کاٹ کر سارا خون نکال لیا
انسپکٹر وکٹر نے اگلے روز ناگ کو بلوا کر اس سے مشورہ کیا کہ قاتل کو گرفتار کرنے کی کیا ترکیب ہو سکتی ہے۔ ناگ نے کہا۔

"وہ کم بخت وہ میرے سامنے آجائے تو پھر مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ اس رات دکھائی بھی دیا۔ میں اس کے پیچھے بھی گیا۔ لیکن وہاں لاشوں کے قاتل چور مل گئے۔"

انسپکٹر وکٹر کہنے لگا۔ "ان کا سراغ لگانا بھی ضروری تھا۔" پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "یہ جو خونی قاتل ہے یہ عام طور پر شمالی لندن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے علاقے میں آدھی رات کو ایسی عمارتوں میں داخل ہو کر واردات کرتا ہے جس کے بیڈ روم میں روشنی دیر تک رہتی ہو۔"

ناگ نے چٹکی بجا کر کہا۔ "کیوں نہ میں ایک خوبصورت لڑکی کا روپ بدل کر خونی قاتل کو دھوکہ دے کر پھنسا لوں؟"

"بڑا اچھا خیال ہے ناگ۔ مگر —— مگر اس میں تمہاری جان کا خطرہ بھی ہے۔"

"اس کی تم پرواہ نہ کرو انسپکٹر۔ انسانیت کی خاطر میں اپنی جان کی بازی بھی لگا سکتا ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ یہ راز تمہارے اور میرے درمیان ہی رہے گا۔ سکاٹ لینڈ یارڈ کے کسی شخص کو اس کی خبر نہ ہوگی۔"

اسی روز شمالی لندن میں انسپکٹر نے ایک بلڈنگ کا دوسرا فلیٹ کرائے پر لے لیا اور بیڈ روم کو تمام ضروری چیزوں سے سجا دیا گیا۔ شام کو انسپکٹر وکٹر ناگ سے ملنے آیا۔ ناگ بڑی خوبصورت لڑکی کا بھیس بدل کر آئینے کے سامنے بیٹھا سنگھار کر رہا تھا۔ انسپکٹر نے اسے مذاق کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کے خاوند گھر پر ہیں؟"

ناگ نے پلٹ کر انسپکٹر کو دیکھا اور کہا

"میرا خیال ہے آج رات آجائیں گے وہ بھی۔ آپ تشریف رکھیں۔"

دونوں ہنس دیئے۔ انسپکٹر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چھوٹے ڈنڈے کو اپنی پنڈلی پر مارتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ تم سے پچاس قدم کے فاصلے پر تمہاری حفاظت کر رہے ہوں گے۔"

"میرا خیال ہے تم مجھ سے دور ہی رہو تو بہتر ہوگا۔ میں اپنی حفاظت کر لوں گا۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔ مگر ہمیں بھی تو اپنی ڈیوٹی ادا کرنی ہوگی۔"

جب آدھی رات ہو گئی تو ناگ نے اپنے بیڈ روم کا گیس کا لیمپ جلتا چھوڑا اور ایک نوجوان لڑکی کے بھیس میں وہ بلڈنگ سے نکل کر لندن کے شمالی علاقے میں چلنے پھرنے لگا اس کا خیال تھا کہ خونی قاتل اسی علاقے میں گھوم رہا تھا اور وہ اُسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا۔ قاتل کی بجائے ایک ناٹے قد کا گول مٹول ادھیڑ عمر انگریز اس کے پیچھے لگ گیا۔ جہاں وہ جاتا یا جاتی یہ مسخرہ انگریز اس کے پیچھے پیچھے جاتا۔ راستے میں جہاں اندھیرا آ گیا اس نے ناگ کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور گندے گندے دانت نکال کر ہنسا۔

ناگ نے کہا۔ "میری جان! ذرا باغ میں چل کر باتیں کرتے ہیں۔" گول مٹول مسخرہ تو بڑا خوش ہوا۔ جھٹ ناگ کا بازو تھام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر باغ میں آ گیا۔ کہنے لگا۔

"تمہارا بازو کچھ سخت سخت سا ہے۔ عورتوں کے بازو ایسے نہیں ہوتے۔ کیا تم ورزش کرتی رہتی ہو؟"

ناگ نے کہا۔ "ہاں میں ورزش کیا کرتی ہوں۔"

اس کے بعد ناگ نے ہلکی سی پھنکار مار کر انسان سے سانپ کا بھیس بدل لیا۔ اپنے سامنے ایک خوبصورت لڑکی کی بجائے سانپ کو پھن اٹھائے پھنکاریں مارتا دیکھ کر وہ مسخرہ تو وہیں بے ہوش ہو کر دھڑام سے گر پڑا۔ ناگ دوبارہ لڑکی کے روپ میں آیا اور ہنستا ہوا باغ سے نکل کر چھوٹی سی سڑک پر چہل قدمی کرنے لگا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

تابوت میں سانپ

خونی قاتل باغ کی شمالی دیوار کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ اس کا قد لمبا شانے چوڑے تھے اور اس نے ایک سیاہ چغہ پہن رکھا تھا۔ سر پر سیاہ ہیٹ تھا۔ جیب میں نیا چاقو تھا۔ وہ آدھی رات کو اپنے شکار میں نکلا تھا۔ اس نے ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو باغ کے ایک گیس لیمپ کی روشنی میں کھڑے دیکھا تو اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس کا شکار اس کے سامنے تھا۔ لڑکی باغ کی چھوٹی سڑک پر سامنے والی بلڈنگ کی طرف چلنے لگی۔ خونی قاتل نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔

لڑکی کے روپ میں ناگ بلڈنگ میں داخل ہو کر اپنے بیڈ روم میں آ گیا۔ اس نے بھی دیکھ لیا تھا کہ ایک لمبا سایہ اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ ناگ نے کتنی دیر خونی قاتل کا انتظار کیا مگر وہ نہ آیا۔ اصل میں خونی قاتل نے اپنے پیچھے تعاقب کرتے پولیس انسپکٹر کو دیکھ لیا تھا۔ خطرے کی بو پا کر خونی قاتل وہیں سے ایک طرف مڑ گیا۔ ناگ سڑک پر آیا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسپکٹر اسے ملا۔

"یہ ہو نہیں سکتا کہ قاتل مجھے دیکھ کر میرے بیڈ روم میں نہ آتا۔ ضرور اس نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ اب تم واپس چلے جاؤ میں خود اس کو تلاش کر کے ہلاک کر دوں گا۔ تم میری فکر نہ کرنا۔"

انسپکٹر وکٹر کو وہاں سے بھیج کر ناگ لڑکی کے بھیس میں ہی باغ میں آ گیا اور جدھر اس نے خونی قاتل کو پہلی بار دیکھا ادھر کو روانہ ہوا۔ خونی قاتل اس رات شکار کے خیال کو دل سے نکال کر واپس شمالی لندن کے پرانے قبرستان کی طرف جا رہا تھا کہ ناگ نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر اسے دیکھ لیا۔ ناگ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ وہ لپک کر قاتل کے پیچھے آیا اور قبرستان میں داخل ہو گیا۔

یہ قبرستان کوئی پانچسو برس پرانا تھا اور اس کی پرانی قبروں کے کتبے اور صلیبیں جھکی ہوئی تھیں۔ راستے میں گھاس اور جھاڑیاں اگی تھیں اور قبروں کے ٹوٹے پھوٹے پتھر بکھرے پڑے تھے خونی قاتل کو معلوم نہیں تھا کہ وہ لڑکی اس کا پیچھا کر رہی ہے۔ ناگ نے اب لڑکی کا بھیس چھوڑ دیا تھا اور پھر سے اپنی اصلی مردانہ شکل اختیار کر لی تھی۔

قبرستان میں رات کا اندھیرا اور خاموشی کچھ زیادہ ہی فناک تھی۔ سینکڑوں سال پرانے درخت چڑیلوں کی طرح بازو پھیلائے قبروں پر جھکے ہوئے تھے۔ خونی قاتل ایک ٹوٹے پھوٹے کھنڈر بنے گرجا گھر میں داخل ہو گیا۔ اس گرجا گھر کی دیواروں میں دراڑیں پڑی ہوئی تھیں اور یہاں کبھی کوئی عبادت کرنے نہیں آیا تھا۔ دروازے کا ایک پٹ ٹوٹ کر زمین پر گرا پڑا تھا اور دوسرا پٹ آدھا زمین میں دھنسا ہوا تھا۔

ناگ اندھیرے میں ہر شے اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا۔ جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر وہ بھی گرجے کے اندر داخل ہو گیا۔ آگے ایک ڈھلانی راستہ تھا جس کے آخر میں ایک دیوار کھڑی تھی دائیں بائیں دو کوٹھڑیاں بنی تھیں جن کے دروازے غائب تھے۔ ایک زینہ بائیں طرف کو جاتا تھا۔ خونی قاتل اسی زینے سے اتر کر نیچے گیا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اب انسانی شکل میں جانے سے خونی قاتل کو پتہ چل جائے گا بہتر ہے کہ سانپ کی شکل میں جایا جائے۔ پس اسی وقت ناگ نے ایک سیاہ سانپ کا روپ بدلا اور زینے کی دیوار کے ساتھ رینگ کر نیچے اتر گیا۔

وہ ایک اونچی چھت اور شکستہ دیواروں والے کمرے میں آ گیا۔ جہاں چبوترے پر ایک تابوت پڑا تھا۔ خونی قاتل کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا دیوار پر آیا۔ سامنے والی دیوار میں ایک شگاف پڑا ہوا تھا جو شاید کسی زلزلے کا نتیجہ تھا۔ اس شگاف میں ہلکی روشنی ہوئی۔ جیسے کسی نے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موم بتی روشن کی ہو۔ ناگ شگاف کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ کھٹکا سا ہوا۔ ناگ نے اپنی سانپ کی آنکھوں سے پیچھے دیکھا۔ اور پھر وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔

چبوترے پر جو تابوت دھرا تھا اس کا ڈھکنا آہستہ آہستہ اپنے آپ اوپر اٹھ رہا تھا۔ پھر تابوت کے اندر سے مٹی اور کیچڑ میں لتھڑا ہوا ایک ہاتھ باہر نکل آیا۔ ناگ دیوار پر سے اتر کر چبوترے کی طرف آ گیا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تابوت میں سے نکلنے والی لاش کس کی ہے؟ اب تابوت میں سے دوسرا ہاتھ بھی باہر آ گیا اور پھر ایک سر اوپر آیا جس کی دونوں آنکھیں پتھرائی ہوئی بے جان تھیں۔ اس لاش کے سر پر سیاہ بالوں کا گھنا جنگل تھا اور اس کے دانتوں میں ایک خنجر چمک رہا تھا جو لاش نے اپنے منہ میں پکڑ رکھا تھا۔

ناگ پیچھے کی طرف سے چبوترے پر چڑھ گیا۔ وہ تابوت کے اندر جھانک کر دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے تابوت کی لکڑی کی دیوار پر رینگتے ہوئے اپنی گردن اندر ڈال کر دیکھا۔ جونہی اس نے گردن تابوت کے اندر ڈالی ایک تیز بو جو کسی خطرناک گیس کی طرح تھی اس کے نتھنوں سے ٹکرائی اور وہ بے ہوش ہو کر تابوت کے اندر نیچے جاتی لوہے کی چکردار سیڑھی پر سے اچھلتا ہوا نیچے تہہ خانے کے گندے فرش

پر آ کر گر پڑا۔ ناگ سانپ کے روپ میں بے ہوش ہو چکا تھا۔

لاش کو سانپ کی کوئی خبر نہ ہوئی۔ اسے خبر ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ اس کی پتھرائی ہوئی آنکھیں تو اُس خونی قاتل کو تلاش کر رہی تھیں جس نے اسے مار کر اس کا خون پی کر تابوت کے نیچے والے خفیہ تہہ خانے میں پھینک رکھا تھا۔ اس لاش میں ابھی اتنی جان باقی تھی کہ وہ اپنے قاتل تک پہنچ سکے۔

لاش تابوت میں سے نکل کر چبوترے پر سے اُتری اور دیوار کے شگاف سے آتی روشنی کی طرف چلی۔ لاش نے خنجر اب اپنے سیدھے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔ شگاف کے پاس آ کر لاش نے آہستہ سے جھانک کر دیکھا۔ اندر لمبا تڑنگا سیاہ لبادے والا خونی قاتل پتھر کی بڑی سی میز کے آگے بیٹھا تھا۔ میز پر کسی بچے کی تازہ لاش پڑی تھی اور وہ چاقو سے اس کے بازو کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا تھا۔ یہ بچہ اس لاش کا تھا۔

لاش کی پتھرائی ہوئی آنکھوں میں بجلی سی چمک گئی۔ زندگی کی آخری چمک تھی۔ اس نے اپنے مردہ جسم میں ایک زبردست طاقت محسوس کی۔ خنجر پر ہاتھ کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ خونی قاتل کی شگاف کی جانب پیٹھ تھی۔ میز پر موم بتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جل رہی تھی۔ دیوار پر خونی قاتل کا بھیانک سایہ لہرا رہا تھا لاش آہستہ سے شگاف کے اندر داخل ہو گئی۔

خونی قاتل بچے کا گوشت کھانے میں مشغول تھا۔ اسکے دانتوں میں ہڈیوں کے چبائے جانے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی لاش آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی خونی قاتل کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی۔ لاش کا خنجر والا ہاتھ اوپر اٹھا۔ اچانک خونی قاتل نے مڑ کر دیکھا۔ اس کی آنکھیں دہشت زدہ ہو گئیں۔ لاش نے پوری طاقت سے خنجر خونی قاتل کی گردن میں گھونپ دیا۔

ایک چیخ قاتل کے منہ سے اور ایک چیخ لاش کے ہونٹوں سے نکل کر گرجا گھر کی ویران فضاؤں میں کھو گئی۔ خونی قاتل نے اپنی گردن میں دھنسا ہوا خنجر نکال کر لاش کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ لیکن لاش کا کیا بگڑ سکتا تھا۔ قاتل نے دو تین بار لاش کے پیٹ پر خنجر کے وار کئے۔ لاش اپنی جگہ پر کھڑی مسکرا رہی تھی۔ لاش نے اپنا انتقام لے لیا تھا۔ کیونکہ خونی قاتل کی گردن کا فوارہ اچھل رہا تھا۔ اب وہ لاش پہ وار کرتے کرتے لڑکھڑانے لگا تھا۔ اس نے خنجر پھینک کر دونوں ہاتھوں سے گردن کے خون کو روکنے کی کوشش کی مگر اس کی شہ رگ کٹ چکی تھی اور خون بڑی تیزی سے اس کی انگلیوں کے درمیان سے ابل ابل کر بہہ رہا تھا۔

وہ کمزوری کی وجہ سے لڑکھڑا کر گر پڑا۔ لاش اس کی طرف آئی۔ اس نے جھک کر اپنے ٹھنڈے سفید ہونٹ خونی قاتل کی گردن پر اسی جگہ رکھ دیئے جہاں سے لال لال خون ابھی تک ابل رہا تھا۔ لاش کے ہونٹ ایکدم سرخ گلنار ہو گئے۔ لاش نے ایک کتے کی طرح خونی قاتل کی گردن کا ابلتا ہوا خون چاٹنا شروع کر دیا۔

قاتل نے آخری بار اپنے لمبے بازو اوپر اٹھا کر لاش کی گردن کو دبوچنا چاہا۔ اس کے ٹھنڈے ہاتھ لاش کی ٹھنڈی گردن تک آئے اور پھر بے جان ہو کر نیچے گر پڑے۔ خونی قاتل مر چکا تھا۔ لاش نے جب سارا خون پی لیا تو وہ آہستہ سے اٹھ کر پیچھے گئی۔ زمین پر پڑا ہوا خنجر اٹھایا۔ خونی قاتل کے مردہ جسم کے پاس آ کر اسے جگہ جگہ سے کاٹنا اور ادھیڑنا شروع کر دیا۔ لاش شاید اسے پیارے مردہ بچے کا بدلہ لے رہی تھی۔ اس نے خونی قاتل کا سر تن سے جدا کر دیا اس کے دونوں بازو کاٹ کر ان کا تھوڑا سا گوشت کھایا پھر اس کا سینہ کھول کر دل باہر کھینچ لیا اور اس کو خنجر سے کاٹ کر کھانا شروع کر دیا۔

اب لاش کی اپنی حالت بھی بگڑنے لگی تھی۔ اس نے خونی قاتل کا جتنا خون پیا تھا وہ اس کے پیٹ کے زخموں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں سے باہر بہہ رہا تھا۔ لاش کے انتقام کی آگ سرد ہوئی تو وہ اٹھ کر اُس میز پر آئی جس پر اس کے پیارے بچے کی کٹی پھٹی لاش پڑی تھی۔ لاش کی پتھرائی ہوئی آنکھوں میں آنسوؤں کے دو موتی جھلملائے۔ ایک کمزور سی بھیانک اور اداس چیخ اس کے حلق سے نکلی اور وہ دو ایک بار آگے پیچھے لہرا کر دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔

لاش ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی تھی۔

انسپکٹر وکٹر اپنے دو پولیس والوں کے ساتھ ساری رات ناگ کو شمالی لندن کے باغوں اور پرانے پارکوں میں تلاش کرتا پھرا۔ اسے ناگ کہیں نہ ملا۔ ——— وہ پولیس کے ساتھ گھوڑے پر سوار پرانے قبرستان کے قریب سے گذرا تو سوچا یہاں بھی دیکھ لیا جائے۔ انسپکٹر قبرستان میں آ گیا قبرستان میں رات کے پچھلے پہر اندھیرا اور ویرانی تھی سامنے گرجے کا کھنڈر دیکھ کر انسپکٹر نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ وہ باہر ٹھہریں اور خود ہاتھ میں پرانے زمانے کا طمنچہ لے کر گرجے کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر جا کر وہ بائیں جانب والا زینہ اتر کر تہہ خانے میں آ گیا۔ یہاں چبوترے پر ایک تابوت پڑا تھا۔ انسپکٹر نے تابوت کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ وہ یہی سمجھا کہ یہ کسی کی پرانی قبر ہے۔

سامنے دیوار کے شگاف میں اسے روشنی نظر آئی وہ شگاف کے اندر چلا گیا۔ اندر جاتے ہی اس نے جو منظر دیکھا اس سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سامنے پتھر کے میز پر موم بتی جل رہی تھی۔ اُسی میز پر ایک بچے کی کٹی پھٹی لاش پڑی تھی میز کے پاس ہی فرش پر ایک عورت کی لاش پڑی تھی جس کے ہونٹوں پر سرخ خون جما ہوا تھا اور پیٹ میں زخم کے گہرے شگاف تھے۔ اس سے ذرا آگے خونی قاتل کی لاش پڑی تھی۔ اس نے لمبا سیاہ چغہ سیاہ ہیٹ پہن رکھا تھا جو خون میں لتھڑ چکے تھے۔ انسپکٹر وکٹر نے سیٹی بجا کر پولیس والوں کو اندر بلا لیا۔ تینوں لاشیں وہاں سے اٹھوا دی گئیں۔ انسپکٹر نے ناگ کو بہترا تلاش کیا۔ وہ اُسے کہیں بھی نہ ملا۔ انسپکٹر لاشوں کو لے کر پولیس سٹیشن آ گیا۔

اگلے روز سارے لندن شہر میں شور مچ گیا کہ خونی قاتل کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ اس کی لاش کی تصویر اخباروں میں چھپ گئی۔ لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔ مگر انسپکٹر ناگ کے لئے پریشان تھا کہ وہ کہاں گم ہو گیا ہے؟ پورے پندرہ دن انسپکٹر نے سارا لندن چھان مارا۔ ناگ کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ ناامید ہو کر انسپکٹر نے ناگ کی تلاش چھوڑ دی دوسری طرف ماریا اور عنبر ایک قافلے کے ساتھ سفر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتے یورپ کی سرحدوں کے اندر پہنچ چکے تھے۔ اب انہیں گھوڑا گاڑیاں مل گئیں جو زیادہ تیز تھیں۔ سفر جلدی طے ہونے لگا۔ پورے ایک مہینے کے بعد عنبر اور ماریا ملک فرانس میں پہنچ گئے۔ آج سے سو برس پہلے کا فرانس مصوروں، شاعروں اور افسانہ نگاروں اور موسیقاروں سے بھرا پڑا تھا۔ کافی ہاؤسوں میں رات گئے تک رونق رہتی تھی۔ عنبر اور ماریا نے دو راتیں فرانس کے شہر پیرس میں بسر کیں۔ ماریا کے ساتھ رہ کر سفر کرنے سے عنبر کو بڑا فائدہ رہتا تھا۔ اُسے ایک آدمی کا کرایہ دینا پڑتا اور ایک ہی کمرہ لینا پڑتا جسکے ایک کونے میں ماریا پڑ کر سو رہتی۔

عنبر کے ساتھ ہی ماریا پیرس کے بازاروں اور ہوٹلوں کی سیر کرنے جاتی مگر ماریا کو عنبر کے ساتھ کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اُسے تو عنبر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پھر بھی وہ ہوٹل میں جا کر دو آدمیوں کا کھانا منگواتا، تاکہ ماریا بھوکی نہ رہ جائے۔ اُسے خود تو کھانے پینے کی اتنی ضرورت نہیں تھی۔ یہاں سے اب انہیں لندن جانا تھا۔ کیونکہ ناگ سے ملاقات لندن میں ہی ہو سکتی تھی۔ ہر ہفتے کی شام کو فرانس کی بندرگاہ سے ایک چھوٹا بادبانی جہاز مسافروں کو لیکر انگلستان کے ساحل کی

جانب روانہ ہوتا تھا۔ ایک ہفتے کی شام کو عنبر اور ماریا بھی اسی جہاز پر سوار ہو گئے اور سمندر عبور کر کے ملک انگلستان پہنچ گئے۔

بندرگاہ پر عنبر سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہے کہاں سے آ رہا ہے اور لندن کس لئے جا رہا ہے۔ عنبر کے پاس کوئی کاغذات نہیں تھے۔ بندرگاہ کے انگریز افسر نے عنبر کو روک دیا۔

"تمہارے پاس ایک بھی کاغذ نہیں ہے میں تمہیں کیسے جانے کے اجازت دے سکتا ہوں"

بندرگاہ کے افسر نے کہا۔

"میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتا"

عنبر پریشان ہو گیا۔ ماریا اُس کے بالکل پاس ہی کھڑی تھی افسر اُسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ماریا نے عنبر کے کان میں کہا۔

"میں بندوبست کرتی ہوں"

پھر وہ میز کے اوپر سے ہو کر بندرگاہ کے موٹے لال چقندر ایسے انگریز افسر کے بالکل قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔ وہ ایک بڑے رجسٹر پر دوسرے مسافروں کے نام لکھ رہا تھا۔ ماریا نے اس کے ہاتھ سے قلم چھین لیا۔ قلم غائب ہو گیا افسر نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھا۔

"میرا قلم ـــــ میرا قلم کون لے گیا۔ کسی نے میرے ہاتھ سے قلم چھین لیا ہے۔"

ماریا نے اب اس کے سر پر سے گول ہیٹ اتار لیا۔ ہیٹ بھی ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ افسر گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔

"میرا ہیٹ! میرا ہیٹ کون لے گیا؟"

دوسرے لوگ بھی اس کے اردگرد آ کر جمع ہو گئے۔ وہ بھی حیران تھے کہ افسر کے سر سے ہیٹ کہاں گم ہو گیا۔ اتنے میں ماریا نے موٹے افسر کی باہر نکلی ہوئی توند پر ایک زور کی لات ماری۔ افسر اچھل کر پرے جا گرا۔ اس بے چارے کا خوف کے مارے بُرا حال ہو گیا تھا۔ اس کے حلق سے کانپتی ہوئی آوازیں نکلنے لگیں۔

"بھ..... بھ........ بھوت......"

اب ماریا نے اس کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشی میں کہا۔

"میں تمہاری ماں کی روح ہوں۔ الّو کے پٹھے! اس عنبر نامی مسافر کو لندن جانے دے نہیں تو میں تمہاری توند پر ایک اور لات جما رہی ہوں۔"

"معاف کر دو ـــ معاف کر دو ممی۔ معاف کر دو۔"

وہ فرش پر سے کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھا اور عنبر کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم جا سکتے ہو۔ تم جا سکتے ہو۔"

عنبر مسکرا کر وہاں سے آگے چل دیا۔ اتنے میں افسر کی میز پر گول ہیٹ اور اس کا قلم واپس نمودار ہو گئے۔ ماریا نے یہ چیزیں میز پر واپس رکھ دی تھیں۔ جاتے جاتے ماریا کو شرارت سوجھی اور اس نے وہاں کھڑے ایک ا یرہ ہیٹ پکڑ کر فضا میں اچھال دیا اور ذرا بلند آواز میں بولی:

"میں اہرام مصر کی چڑیل ہوں۔ تم سب کو کھا جاؤں گی۔"

یہ سن کر وہاں بھگدڑ مچ گئی اور لوگ اٹھ دوڑے۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"ماریا! مت تنگ کرو لوگوں کو۔"

ماریا ابھی اس کے پاس نہیں آئی تھی۔ پھر وہ عنبر کے پاس آ کر آہستہ سے بولی۔

"یونہی ذرا کھیل تماشہ کرنے کو جی چاہا تھا۔"

اور وہ ہولے ہولے مسکراتی ہوئی عنبر کے ساتھ بندرگاہ سے باہر نکل آئی۔ باہر لندن کو جانے والی بند بگھیاں تیار کھڑی تھیں۔ ایک بگھی پر بڑی بڑی بادامی مونچھوں والا بھاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھر کم انگریز کوچوان بیٹھا تھا۔ بگھی میں تین سواریاں بیٹھ چکی تھیں اُسے صرف ایک سواری کی ضرورت تھی۔ ماریا نے کہا۔

"عنبر! اس بگھی میں بیٹھ جاتے ہیں۔"

"اس کو تو ایک سواری کی ضرورت ہے۔ تم کہاں بیٹھوگی؟" ماریا نے کہا۔ "میں تو کسی کو نظر ہی نہیں آتی۔ میرا کیا ہے میں اوپر موٹے کوچوان کے پاس جاکر بیٹھ جاؤں گی۔"

"اوپر تمہیں سردی نہیں لگے گی۔ یہاں کا موسم تو بہت سخت ٹھنڈا ہے۔ بلکہ اب تو دو ایک روز میں شاید برف بھی گرنے لگے۔"

ماریا بولی: "سردی لگنے لگی تو بگھی کے اندر آجاؤں گی۔ کسی عورت کی گود میں بیٹھ جاؤں گی۔ میرا کونسا بوجھ ہے اور پھر مجھے تو کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔"

عنبر نے کوچوان کو جاکر ایک سواری کے پیسے دیئے اور بگھی کے اندر جاکر بیٹھ گیا۔ بگھی میں پہلے ہی تین سواریاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان میں ایک پولیس کانسٹیبل تھا۔ ایک بوڑھا انگریز تھا۔ جو اخبار پڑھ رہا تھا اور تیسری ایک بھاری موٹی عورت تھی۔ جس نے سر پر بڑا سا پھولدار ہیٹ پہن رکھا تھا۔ عنبر کھڑکی کے پاس بیٹھا باہر دیکھ رہا تھا۔ وہ ماریا کو دیکھ تو نہیں سکتا تھا لیکن یونہی وہ تسلی کر لینا چاہتا تھا کہ ماریا اوپر کوچوان کے

پاس بیٹھ گئی ہے کہ نہیں۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس طرح سے اپنی تسلی کرے کہ چھت پر کسی نے ٹھک ٹھک کی۔

انگریز بوڑھے اور کانسٹیبل نے بگھی کی چھت کو دیکھا کہ یہ آواز کس چیز کی ہے۔ عنبر کو معلوم ہو گیا کہ یہ آواز ماریا نے چھت پر ہاتھ مار کر پیدا کی تھی۔ عنبر زیرلب مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ کوچوان نے گھوڑوں کو ہلکی سی چابک لگائی اور گھوڑے لندن کو جانے والی سڑک پر روانہ ہو گئے۔ شام ہو گئی تھی رات راستے میں ہی پڑ گئی۔ بڑی ویران اور سرد تھی۔ کھیتوں میں سوائے دھند کے اور کچھ نہیں تھا۔

ماریا کو اب اوپر ٹھنڈ لگنے لگی تھی۔ بگھی ایک پڑاؤ پر رکی تو ماریا نیچے اتر آئی۔ تینوں مسافر بگھی سے اُتر کر سرائے میں چائے پینے چلے گئے۔ عنبر بھی باہر نکل آیا۔ ماریا نے اس کے کان میں کہا۔

"گڈ ایوننگ!"

عنبر مسکرا دیا۔

"یہ تم نے انگریزی کب سے بولنی شروع کر دی میرے ساتھ؟" ماریا نے ہنس کر کہا۔

"جیسا دیس ویسا بھیس۔ یہ لندن ہے۔ یہاں ہم سب کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انگریزی بولنی پڑے گی۔ تم تو دنیا کی ساری زبانیں بول لیتے ہو میں نے بھی انگریزی سیکھ لی ہے۔"

"چلو کافی پیتے ہیں۔"

عنبر اور ماریا سرائے میں آ کر ایک خالی میز پر بیٹھ گئے۔ عنبر نے دو آدمیوں کے لئے کافی منگوائی۔ بیرے نے حیرانی سے پوچھا۔

"مسٹر! دوسرا آدمی کہاں ہے؟"

عنبر بولا۔

"میں اکیلا ہی دونوں کپ پیوں گا۔"

بیرا اپنے سر کو تعجب سے جھٹک کر چلا گیا۔ واپس آ کر اس نے کافی کے دو کپ میز پر رکھ دیئے۔ دوسرے مسافر بھی دلچسپی سے عنبر کی طرف دیکھنے لگے کہ یہ مسافر ایک ساتھ دو کپ کیسے پئے گا؟ ماریا عنبر کے سامنے کرسی پر بیٹھی تھی۔

"ماریا! تم میرے سامنے بیٹھی ہو ناں؟"

"ہاں۔ کیوں کیا بات ہے؟"

"لوگ میرے دوسرے کپ کو دیکھ رہے ہیں۔"

"دیکھتے ہیں تو دیکھیں۔ مجھے ان کی کیا پروا ہے۔"

اور ماریا نے اپنے آگے رکھا کپ اٹھا لیا۔ اس کے اٹھاتے ہی کپ غائب ہو گیا۔ جو مسافر میز کو دیکھ رہے تھے وہ بھونچکے ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ماریا نے دو تین گھونٹ

پینے کے بعد کپ واپس میز پر رکھ دیا۔ کپ دوبارا میز پر ظاہر ہو گیا۔ اب مسافر اور زیادہ پریشان ہوئے۔ تیسری بار کپ میز پر سے غائب ہوا تو اتفاق سے بیرا وہاں سے گزرا۔ اس نے قریب آ کر عنبر سے پوچھا۔

"مسٹر! دوسرا کپ کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا۔ "وہ سامنے پڑا ہے۔"

بیرا ہنس کر بولا۔ "مسٹر! مجھ سے مذاق کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر تم نے کپ توڑ دیا ہے تو تمہیں اس کی رقم ادا کرنی ہو گی۔"

اتنے میں ماریا نے کپ میز پر رکھ دیا۔ کپ دوبارا ظاہر ہو گیا۔ عنبر نے کہا۔

"وہ دیکھو کپ تمہارے سامنے پڑا ہے۔"

سرائے کا نوکر اپنی آنکھیں ملتے ہوئے میز پر پڑے کپ کو تکنے لگا۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کیونکہ اپنی آنکھوں سے اُس نے ایک سیکنڈ پہلے دیکھا تھا کہ میز پر سے کپ غائب تھا۔ باقی مسافر بھی حیران تھے۔ موٹی عورت تو عنبر کو دہشت زدہ آنکھوں سے تک رہی تھی جیسے وہ کوئی جن بھوت ہو۔ اُن دنوں لندن میں جادوگری کی سزا موت تھی اور جو کوئی عورت یا آدمی جادو کرتا پکڑا جاتا تھا اسے زندہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جلا دیا تھا۔ پولیس کانسٹیبل مسافر نے عنبر کے پاس آکر کہا۔
"اگر تم نے مزید جادوگری دکھائی تو مجھے مجبوراً تمہیں گرفتار کرکے عدالت میں پیش کرنا پڑے گا اور مذہبی عدالت تمہیں آگ میں جلا ڈالنے کی سزا دے گی۔"
عنبر نے کانسٹیبل کی طرف دیکھ کر کہا۔
"تمہارے سارے ملک کی عدالتیں ایک ساتھ مل جائیں تو بھی میرے سر کا ایک بال تک نہیں جلا سکتیں۔"
کانسٹیبل نے اپنی مونچھوں پر الٹا ہاتھ پھیر کر کہا۔
"مسٹر! میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں۔ اگر اب تم نے جادوگری کی تو میں تمہیں ہتھکڑی ڈال دوں گا۔"
عنبر مسکراتا رہا۔ اتنے میں ماریا نے دوبارہ پیالہ اٹھا لیا۔ کپ ایک بار پھر میز پر سے غائب ہو گیا۔ کانسٹیبل کو غصہ آ گیا۔ اس نے اپنی جیب سے ہتھکڑی نکال کر عنبر کے ہاتھ میں ڈالتے ہوئے کہا۔
"میں تمہیں ملکہ الزبتھ کی مذہبی عدالت کے نام پر گرفتار کرتا ہوں۔ یہ تین گواہ عدالت میں تمہارے خلاف شہادت دیں گے۔"
تینوں نے ہاں میں ہاں ملا دی۔ عنبر مسکراتا رہا اور دوسرے ہاتھ سے کافی پیتا رہا۔ ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ یہ احمق کانسٹیبل اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے۔ اس نے کانسٹیبل کو مزہ چکھانے کا

سوچا ہی تھا کہ کوچوان نے اندر آکر کہا۔
"بگھی سفر کے لئے تیار ہے۔ چلو۔"
تینوں مسافر سرائے سے باہر نکل آئے۔ کانسٹیبل اور عنبر کو ساتھ لیا، اور بگھی میں آکر بیٹھ گیا۔ ہتھکڑی کی وجہ سے کانسٹیبل اور عنبر، دونوں کے ہاتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے اور گھوڑے اپنی منزل کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بنک میں ڈاکہ

ماریا بگھی کے اندر آگئی تھی۔

وہ سامنے والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی موٹی عورت کی گود میں بیٹھی تھی۔

موٹی انگریز عورت یہ تو ماریا کو دیکھ سکتی تھی اور نہ اس کا بوجھ محسوس کر سکتی تھی۔ عنبر یہ سمجھ رہا تھا کہ ماریا بگھی کے اُوپر بیٹھی ہے لیکن جب موٹی عورت کا پرس اچانک غائب ہو دوبارہ اسکی گود میں آن گرا تو عنبر سمجھ گیا کہ ماریا اس کی گود میں بیٹھی ہے۔ موٹی عورت نے شور مچایا کہ میرا پرس کہا گیا؟ پھر جب ماریا نے پرس اس کی گود میں واپس ڈال دیا تو وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کی طرف تکنے لگی۔

"یہ تو اسی جادوگر کی کارستانی تھی"

کانسٹیبل نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

کیا تم باز نہیں آؤ گے؟

عنبر مسکرادیا۔ اسنے کوئی جواب نہ دیا۔ صبح ہو رہی تھی کہ بگھی لندن شہر میں داخل ہو گئی اور ایک پرانی کاروان

سرائے کے احاطے میں آکر ٹھہر گئی۔

ماریا نے عنبر کے کان میں کہا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو عنبر اس کانسٹیبل سے پیچھا نہیں چھڑاؤ گے۔ میں ابھی اس کی ہڈی پسلی ایک کرنے لگی ہوں؟

عنبر نے آہستہ سے کہا: تم تماشا تو دیکھو۔

کانسٹیبل نے چونک کر پوچھا: یہ تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟

عنبر نے کہا: تم تو جانتے ہو کہ میں جادوگر ہوں۔ روحیں میری قبضے میں ہیں۔ میں ایک روح سے باتیں کر رہا تھا۔ کہو تو تمہیں بھی اس سے ملا دوں۔

"بکواس بند کرو" کانسٹیبل نے کہا۔

عنبر کو غصہ تو بہت آیا مگر خاموش رہا۔ کانسٹیبل عنبر کو سیدھا عدالت میں لے گیا جہاں شام کو مذہبی عدالت نے گواہوں کے بیان لینے کے بعد فیصلہ دے دیا کہ عنبر کو دریائے ٹیمز کے کنارے پُرانے آگ میں جلا کر مار دیا جائے۔ عنبر کو قلعے میں لے جا کر قید میں ڈال دیا گیا۔ ماریا اُس کے ساتھ تھی۔ باہر ایک کانسٹیبل پہرہ دے رہا تھا۔

ماریا نے عنبر سے کہا۔

"میں ان سب کو مار ڈالوں گی، کم بختوں نے اپنے آپ کو کیا سمجھ رکھا ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا۔ "لندن میں ہمیں ناگ کو تلاش کرنا ہے۔ جب میں آگ میں نہیں جلوں گا تو شہر کے اخبار میں میری تصویر کے ساتھ چھپے گی۔ اُسے ناگ جہاں کہیں ہوگا پڑھ لے گا اور یوں مجھ سے ملنے آجائے گا۔ بس اسی لئے میں یہ تماشا کر رہا ہوں۔"

سارے شہر میں شور مچ گیا کہ آج شام ایک جادوگر کو قلعے میں آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ لوگ قلعے کی طرف اُمڈ پڑے۔ پولیس نے بڑی مشکل سے انہیں تتر بتر کیا۔ صرف شاہی خاندان کے کچھ لوگوں کو قلعے میں یہ تماشا دیکھنے کی اجازت ملی۔ شاہی خاندان کے ایک شہزادی بھی تھی جس کا نام سوسن تھا۔ شام کو قلعے کے صحن میں لوہے کا ایک کھمبا گاڑ کر اس کے اردگرد سوکھی لکڑیوں کا ڈھیر لگا دیا گیا۔ عنبر کو لے جا کر زنجیر کے ساتھ کھمبے سے باندھ دیا گیا۔ شاہی خاندان کے مہمان ذرا دور چبوترے پر بیٹھے تھے۔ دینی عدالت کے پادری بھی وہاں موجود تھے بڑے پادری کے حکم پر لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔ ماریا بھی چبوترے پر ایک طرف کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ سوکھی لکڑیوں نے بڑی جلدی آگ پکڑ لی۔ شعلے عنبر کے قریب پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عنبر بھڑکتی ہوئی آگ کے بلند شعلوں میں گم ہو گیا۔ آگ کا یہ الاؤ آدھ گھنٹے تک چلتا رہا۔ ہر ایک کو

یقین تھا کہ عنبر کی ہڈیاں بھی باقی نہیں رہی ہوں گی۔ وہ راکھ بن کر راکھ میں مل گیا ہوگا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

جب آگ کے شعلے کم ہوئے تو شاہی خاندان والوں اور پادریوں کے منہ سے حیرت سے چیخیں نکل گئیں۔ کیونکہ وہ اپنے سامنے کھمبے کے ساتھ عنبر کو اپنے کپڑوں سمیت اسی طرح کھڑے دیکھ رہے تھے جس طرح کہ اُسے باندھا گیا تھا۔ عنبر کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا۔ اس کے سارے کپڑے ویسے ہی تھے۔ وہ خود زندہ سلامت تھا اور مسکرا رہا تھا۔ اگرچہ جس زنجیر سے اُسے باندھا گیا تھا وہ سُرخ ہو کر پگھل رہی تھی۔

عنبر نے ایک معمولی سا جھٹکا دیا۔ زنجیر اس کے جسم سے الگ ہو گئی۔ عنبر آگ کے دہکتے انگاروں میں سے نکل کر باہر آگیا۔ چبوترے پر سارے لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے منہ کھلے تھے اور ہاتھ بے اختیار ہو کر تالی بجا رہے تھے۔ پادری سخت غصے میں تھا۔ اُس نے بلند آواز سے کہا۔

"اس کی شعبدہ بازیوں اور جادوگری کے آگے ہم ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ میں بادشاہ کے حکم پر اس مجرم کو صلیب پر چڑھانے کا حکم دیتا ہوں۔"

اسی وقت لکڑی کی ایک صلیب لا کر چبوترے کے آگے رکھ دی گئی۔ عنبر نے شاہی خاندان کے لوگوں اور ضدی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پادریوں کی طرف منہ کر کے کہا۔

"میں جادوگر نہیں ہوں۔ خدا نے مجھے یہ طاقت دے رکھی ہے۔ تم لوگ اپنی ہٹ دھرمی سے باز آجاؤ۔ میں صلیب پر بھی زندہ رہوں گا۔"

پادری نے چیخ کر کہا۔ "اسے صلیب پر چڑھا دو۔"

چار جلاد کالے نقاب پہنے آگے بڑھے۔ انہوں نے عنبر کو لکڑی کی صلیب کے اوپر سیدھا لٹا دیا۔ پھر اس کا ہاتھ صلیب کی لکڑی پر رکھ کر اس میں بڑی سی لوہے کی کیل ٹھونکنی شروع کر دی۔ کیل عنبر کی ہتھیلی کے اندر نہیں جا رہی تھی۔ کیل ٹوٹ گئی۔ جب بھی نئی کیل ٹھونکنے کی کوشش کی جاتی وہ ٹوٹ جاتی۔ یہی حال اس کے پاؤں کے ساتھ ہو رہا تھا۔ کوئی بھی کیل اس کے جسم میں داخل نہیں ہو رہی تھی۔

اب تو جلاد بھی گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔ آخر شاہی خاندان کے ایک بوڑھے ڈیلوک نے اٹھ کر کہا۔

"میں اس کی سزا معاف کرتا ہوں۔"

عنبر نے اس آدمی کی طرف دیکھا۔ اس کے قریب ہی سنہرے بالوں والی ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی تھی۔ یہی شہزادی سوسن تھی۔ عنبر نے کہا۔

"لیکن آپ نے میری توہین کی ہے۔ میرے ساتھ زیادتی کی

ہے۔ اگر مجھ میں خدا کی دی ہوئی طاقت نہ ہوتی تو میں جل کر راکھ بن چکا تھا۔"

پادری غصے سے اٹھ کر چلے گئے۔ شاہی خاندان کا ایک بوڑھا ڈیلوک اٹھ کر عنبر کے پاس آیا اور اس کے ہاتھوں کو جھک کر غور سے دیکھنے لگا کہ کہیں اس نے کوئی دوا تو نہیں ملی ہوئی۔ شہزادی سوسن نے عنبر سے مسکرا کر کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

ماریا بھی قریب ہی کھڑی تھی۔ اُس نے اونچی آواز سے کہا۔

"تم کون ہوتی ہو میرے بھائی کا نام پوچھنے والی؟"

شہزادی اور ڈیلوک نے چونک کر ادرگرد دیکھا۔ شہزادی سوسن بولی۔

"یہ کس کی آواز تھی؟"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہ ایک روح کی آواز تھی جو ہمیشہ میرے ساتھ ہوتی ہے اور میری حفاظت کرتی ہے بہرحال میرا نام عنبر ہے اور میں پانچ ہزار سال سے تاریخ کے میدان میں سفر کر رہا ہوں۔"

ڈیلوک شہزادی کا اور شہزادی ڈیلوک کا منہ تکنے لگی۔ وہ عنبر کو کوئی پاگل شخص سمجھنے لگے جس کے پاس زبردست جادو تھا۔ ڈیلوک نے عنبر سے ہاتھ ملا کر جاتے ہوئے کہا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مسٹر عنبر! خدا تمہیں صحت دے۔ خدا حافظ!"
ڈیوک نے شہزادی سوسن کو ساتھ لیا اور جانے لگا تھا کہ شہزادی عنبر کے قریب آکر بولی۔

"آج رات کھانا میرے قلعے میں میرے ساتھ کھانا۔"
اتنا کہہ کر وہ شاہی بگھی میں ڈیوک کے ساتھ بیٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔

"کیا تم قلعے میں کھانا کھانے جاؤ گے؟"

"تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ جانا چاہیئے۔"
ماریا نے کہا۔ "ابھی تو چل کر لندن کی کسی سرائے یا ہوٹل میں چل کر ٹھہرنے کا بندوبست کرتے ہیں۔"

"آؤ چلیں۔ میرا خیال ہے کیوں نہ شہر کے قلب سے اونچے ہوٹل میں کمرہ لیا جائے؟"

"بڑا خوبصورت خیال ہے۔"
عنبر بولا۔ "لیکن ہمارے پاس تو صرف دو چار پونڈ ہی رہ گئے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔ "اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں ابھی بینک آف انگلینڈ میں جا کر جتنی رقم چاہے اٹھا کر لے آتی ہوں۔"
عنبر مسکرا دیا۔ دونوں کارواں سرائے سے باہر آگئے۔ شہر

کے اخباروں کے رپورٹر وہاں آن پہنچے تھے۔ انہوں نے عنبر کے انٹرویو لینے شروع کر دیئے۔ عنبر بڑی مشکل سے جان چھڑا کر وہاں سے نکل آیا۔ اس نے شہر کے ایک خوبصورت ہوٹل "سیوائے" کی تیسری منزل پر دریا کے رُخ پر ایک بڑا کمرہ کرائے پر لے لیا۔ ماریا نے کہا۔

"تم شہزادی سوسن کے ہاں کھانے پر جاؤ میں ذرا بینک آف انگلینڈ میں جا کر رقم کا بندوبست کرتی ہوں۔"

"کیا شام کو بینک کھلا ہوگا؟" عنبر نے پوچھا۔
ماریا بولی۔ "ہم پہلے بھی تو لندن آچکے ہیں۔ تمہیں یاد نہیں لندن کا یہ بڑا بینک دن رات کھلا رہتا ہے۔ آج کل تو ہندوستان سے لُوٹے ہوئے زر و جواہرات آ رہے ہیں۔ بینک رات بھر کھلا رہتا ہے۔ میں تمہیں بعد میں شہزادی کے قلعے میں آکر مل لوں گی۔ میں اس کے محل والے قلعے سے واقف ہوں۔"

ماریا ہوٹل سیوائے سے نکل کر بینک آف انگلینڈ کی طرف اور عنبر شہزادی سوسن کے پرانے قلعے کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ قلعہ شہر سے دس بارہ میل دُور ایک چھوٹے سے ٹیلے پر واقع تھا۔ ایک خوبصورت درختوں میں گھرا ہوا راستہ اوپر قلعے کے دروازے تک جاتا تھا۔ عنبر بگھی میں تھا۔ قلعے کے دروازے پر مشعلیں جل رہی تھیں۔ دو ملازم عنبر کو قلعے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندر شاہی محل میں لے گئے۔ ایک خوبصورت اونچی چھت والے کمرے میں پرانے بادشاہوں کی قد آدم تصویریں لگی تھیں۔ فرش پر ریشمی قالین بچھے تھے۔ شہزادی سوسن نے مسکراتے ہوئے عنبر کا استقبال کیا اور اُسے اپنے بھولے بھالے سے چھوٹے بھائی ہنری سے ملایا۔ کھانے کے میز پر بوڑھا ڈیوک اور دوسرے رشتے دار بیٹھے تھے۔ عنبر شہزادی کیساتھ بیٹھ گیا۔

کھانے پر عنبر کی جادوگری کے کمالات پر باتیں ہوتی رہیں۔ عنبر زیادہ تر خاموش رہا اور ہوں ہاں میں جواب دیتا رہا۔ شہزادی سوسن کا چچا بڑا مکار تھا۔ خطرناک آنکھوں میں چالاکی جھلک رہی تھی۔ کھانے کے بعد شہزادی سوسن نے عنبر کو ساتھ لیا اور محل کی بالکونی میں آکر بیٹھ گئی۔ نیچے وادی میں رات کا اندھیرا پھیلا تھا۔ یہاں بڑی خاموشی تھی۔ شہزادی سوسن نے عنبر کو بتایا۔

"میں اور میرا بھائی ہنری اس قلعے اور قلعے کی ساری جاگیر کے وارث ہیں۔ یہ ہمارے پڑدادا ہنری ہشتم کی طرف سے ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ کہتے ہیں ہنری ہشتم کا ایک خزانہ بھی تھا جو اسی لندن شہر میں کسی جگہ دفن ہے جس کا کسی کو کچھ علم نہیں ہے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ ہمارا چچا ہم دونوں بہن بھائیوں کو راستے سے ہٹا کر خود سارے قلعے اور اس کی جاگیر پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ہم دونوں بہن بھائی یہاں بہت خطرے میں ہیں۔ ہمیں اکیلا یہاں سے کہیں باہر بھی نہیں جانے دیا جاتا۔ کیا تم ہماری مدد کرو گے عنبر بھائی؟"

عنبر نے کہا: "میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

شہزادی سوسن کہنے لگی: "کیا تم ہمیں یہاں سے نکال کر کسی طرح فرانس ہمارے ایک دور کے نیک دل رشتے دار کے پاس پہنچا سکتے ہو؟"

عنبر نے کہا: "یہ میں بڑی آسانی سے کر سکتا ہوں۔ لیکن تم اپنی جائز جائیداد کو کیوں چھوڑ رہی ہو؟"

سوسن نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی ان کی گفتگو تو نہیں سُن رہا پھر وہ آہستہ سے بولی۔ "مجھے اپنے چھوٹے بھائی ہنری سے بڑی محبت ہے۔ ہمارا ظالم چچا میرے ساتھ میرے بھائی کو بھی ہلاک کر دے گا۔ میں بھائی کی جان بچانا چاہتی ہوں۔ جائیداد سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔"

عنبر نے کہا۔ "سوسن! تمہارا چچا تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا تم بے فکر ہو کر اپنے محل میں رہو گی۔"

"نہیں نہیں عنبر بھائی! تم چچا کو نہیں جانتے۔ وہ محل کے کتنے ہی آدمیوں کو زہر دے کر ہلاک کر چکا ہے۔ وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے سوسن کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"سوسن بہن! میں اپنی بہن ماریا کو تمہارے پاس چھوڑ جاؤں گا۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گی۔"

سوسن بولی۔ "چچا اسے بھی مار ڈالے گا۔"

عنبر نے کہا۔ "وہ ماریا کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا کیو میری بہن ماریا ایک روح ہے۔ وہ کسی کو دکھائی نہیں د اُسے تم بھی نہیں دیکھ سکو گی۔ اب بتاؤ۔"

سوسن نے تعجب سے عنبر کو دیکھا۔ اُسے یاد آگیا کہ عن بہت بڑا جادوگر ہے اور روحیں اُس کے قبضے میں ہیں۔ ا نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا وہ روح ہر وقت میرے پاس رہے گی؟"

"ہاں۔ وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہو گی۔ اور اگر تمہار چچا نے تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تو ماریا کی روح زندہ نہیں چھوڑے گی۔ پھر وہ دن تمہارے چچا کی زندگی آخری دن ہو گا۔"

اتنے میں شہزادی سوسن کا رنگ زرد ہونے لگا۔ عنبر پلٹ کر دیکھا۔ شہزادی کا مکار، قاتل چچا بالکونی کی طرف آ رہا

"معلوم ہوتا ہے کوئی راز کی بات ہو رہی ہے یہاں۔"

اس نے بڑی گہری نظروں سے عنبر اور سوسن کی طرف د

کہا۔ عنبر نے کہا۔

"ہم لندن کے موسم اور مصر کے جادوگروں کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔"

مکار چچا بولا۔ "میں نہیں چاہتا کہ کوئی باہر کا آدمی یہاں آکر ہماری شہزادی کو مصری جادوگروں کی خوفناک باتیں سنائے۔"

پھر اس نے شہزادی سے کہا۔

"سوسن بیٹی! جاؤ یہ تمہارے آرام کا وقت ہے۔"

"اچھا انکل!"

شہزادی نے شب بخیر کہا اور عنبر کی طرف ایک خاص انداز میں دیکھتی ہوئی اپنے سونے والے کمرے کی طرف چل دی

مکار چچا عنبر کے سامنے بیٹھ کر اس کی شعبدہ بازیوں اور جادوگری کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔ پھر عنبر سے پوچھنے لگا۔

"کیا تمہارے پاس کوئی ایسا جادو ہے کہ جو زمین کے اندر دبے ہوئے خزانے کا پتہ بتا دے؟"

عنبر کو سوسن کی بات یاد آگئی کہ اس شہر کے نیچے کسی جگہ ہنری ہشتم بادشاہ کا شاہی خزانہ دفن تھا۔ جس کا شاہی محل کے کسی آدمی کو علم نہیں تھا۔ مکار چچا عنبر سے اُس خزانے کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔ عنبر نے سوچ رکھا تھا کہ جونہی ناگ سے اس کی لندن میں ملاقات ہوئی وہ اس کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مدد سے زمین کے دفن شدہ شاہی خزانے کا سراغ لگائے گا اور وہ خزانہ شہزادی سوسن اور شہزادے ہنری کے حوالے کر دے گا۔ لیکن اُس نے مکار چچا سے کہا۔

"زمین میں دبے ہوئے خزانے کا پتہ چل سکتا ہے لیکن پہلے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ وہ خزانہ کس کا ہے اور اس کا جائز وارث کون ہے۔ جب تک جائز وارث کا علم نہ ہو ہمارا جادو نہیں چل سکتا۔"

مکار چچا نے بھنوئیں سکیڑ کر کچھ غور کیا۔ اور عنبر کی طرف دیکھ کر بولا۔

"وہ خزانہ ہمارے پڑدادا کا ہے اور میں اسکا جائز حقدار ہوں"

عنبر نے کہا۔ "ہر خزانے پر ایک سانپ بیٹھا اسکی حفاظت کر رہا ہوتا ہے۔ جب کوئی اس خزانے کا جائز وارث آگے بڑھتا ہے تو سانپ پرے ہٹ جاتا ہے اور اُسے خزانہ لے جانے کی اجازت دے دیتا ہے لیکن اگر کوئی دوسرا آدمی خزانے پر قبضہ جمانا چاہے تو سانپ اُسے ڈس کر ہلاک کر دیتا ہے کیا آپ یہ شرط پوری کر سکیں گے؟"

مکار چچا سوچ میں پڑ گیا۔ پھر سر جھٹک کر بولا۔

"اگر تم مجھے اس خزانے کا پتہ بتا دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ آدھا خزانہ تمہیں دے دوں گا۔ یقین کرو کہ خزانے کا سانپ

مجھے کچھ نہیں کہے گا۔"

مکار چچا یہ سوچ رہا تھا کہ خزانہ تو تلاش کر لیا جائے۔ جب خزانے تک پہنچوں گا تو تلوار کے ایک ہی وار سے سانپ کی گردن اُڑا دوں گا۔ عنبر نے کہا۔

"کیا آپ وعدہ کرتے ہیں کہ آدھا خزانہ مجھے دے دیں گے۔"

مکار چچا نے عنبر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"وعدہ کرتا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں لکھ کر بھی دے سکتا ہوں۔"

اب عنبر نے مکار چچا کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے کہا

"مگر میں نے تو سنا ہے کہ اس محل کے کچھ اور لوگ بھی اس خزانے کے مالک ہونے کا دعوٰے کرتے ہیں۔"

مکار چچا غصّے میں بولا۔

"اگر کوئی ایسا شخص ہوگا تو میرے لئے اُسے راستے سے ہٹانا کوئی مشکل کام نہیں۔ تم اپنے جادو سے خزانے کا پتہ چلاؤ"

عنبر یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "میں کل سے اپنا کام شروع کر دوں گا اور آپ کو یہیں ملوں گا۔"

چچا نے آہستہ سے کہا۔

"ہمیشہ رات کے پہلے پہر آنا۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے منصوبے کا کسی دوسرے کو علم ہو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ایسا ہی ہو گا۔"

عنبر قلعے سے واپس اپنے ہوٹل میں آ گیا۔ ماریا ابھی تک نہیں آئی تھی۔

ماریا شام کے وقت عنبر سے الگ ہو کر جب بنک آف انگلینڈ میں پہنچی تو وہاں بیوپاری اور سوداگر لوگ غدر کے بعد ہندوستان کی لوٹی ہوئی دولت جمع کرانے آئے ہوئے تھے۔ یہ دولت سونے اور جواہرات کی شکل میں تھی جو ان سوداگروں نے انگریز لٹیروں سے اونے پونے خریدی تھی۔ مصیبت یہ تھی کہ ان لوگوں کے پاس اپنی اپنی دولت کے صرف کاغذات ہی تھے۔ سونا اور جواہرات وہ ساتھ لے کر نہیں آئے تھے کہ کہیں کوئی ڈاکو نہ لوٹ لے۔ یہ دولت وہ بنک کی ایک شاخ کے تہہ خانے میں جمع کرا کر آئے تھے۔

ماریا کافی دیر سوچتی رہی کہ وہ کیا کرے۔ بنک کا خزانچی دیر بعد آیا۔ اس نے سیف کھولا اور سوداگروں سے کاغذات لے کر رسید لکھ لکھ کر دینی شروع کر دی۔ روپیہ پیسہ وہاں کہیں بھی نہیں تھا۔ کچھ غریب لوگ ایک طرف کھڑے نوٹ گن رہے تھے۔ ماریا کسی غریب کو اس کی پونجی سے محروم نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ تو ڈاکوؤں کے خزانے پر ڈاکہ مارنا چاہتی تھی۔ اچانک اس نے کیا دیکھا کہ ایک نقاب پوش بنک میں

داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پرانی طرز کا پستول تھا۔ اس نے خزانچی کو پستول دکھایا۔ اس کی گھگھی بندھ گئی۔ ڈاکو نے تھیلا آگے کر دیا۔

"اس میں سیف میں سے ساری دولت نکال کر ڈال دو۔"

خزانچی نے ڈرتے ڈرتے کانپتے ہاتھوں سے لوہے کی الماری کھولی۔ اتفاق سے اس وقت الماری میں سونے کی صرف ایک ہی چھوٹی اینٹ پڑی تھی۔ ڈاکو نے اشارہ کیا۔

"اسے میرے تھیلے میں ڈال کر تھیلا میرے حوالے کر دو۔"

خزانچی نے ایسا ہی کیا۔ ڈاکو تھیلا لے کر چھت کے رخ گولیاں چلاتا وہاں سے باہر نکلا اور گھوڑے پر بیٹھ کر رفو چکر ہو گیا۔ ماریا کو اسی ڈاکو کی تلاش تھی۔ ڈاکو بڑا خوش تھا۔ آج اس نے لمبا مال مار لیا تھا۔ سونے کی اینٹ دس ہزار پاؤنڈ سے کم کی نہ ہو گی۔ وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ شہر میں ان دنوں اتنی روشنیاں اور رونق کہاں ہوا کرتی تھی بھلا۔ سراؤں میں شمعیں جلتی تھیں۔ بازاروں میں دور دور گیس کے لیمپ جلا کرتے تھے۔ سردی کی وجہ سے ویسے بھی لندن شہر میں شام کو دھند پھیل جاتی تھی۔

ڈاکو دھند میں غائب ہو چکا تھا۔

مگر وہ ماریا کی نظروں سے غائب نہیں ہو سکتا تھا جو نہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے دریائے ٹیمز کا پرانا پل عبور کیا ماریا اس کے پاس پہنچ گئی۔ ڈاکو دریا کے دوسرے کنارے درختوں کے درمیان گھوڑا دوڑائے بھاگا جا رہا تھا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑ رہی تھی۔ اس نے ڈاکو کے کان میں کہا۔

"یار! یہ سونے کی آدھی اینٹ مجھے دے دو"

ڈاکو نے کان میں کسی لڑکی کی آواز ضرور سنی مگر اس نے سر کو جھٹک دیا۔

ماریا نے پھر اس کے کان میں کہا۔

"کیوں بے اُلو کے پٹھے! کیا حال ہے تمہارا؟"

ڈاکو نے دوسری بار بھی سر کو جھٹک دیا۔ اب ماریا نے اس کے سر پر ایک مکا مارا۔ اس کا ہیٹ پچک گیا اور وہ چکر کھا کر وہ ادھر تکنے لگا۔ ماریا نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"بے حرامی! رکھ دے اس سونے کی اینٹ کو یہاں"

ڈاکو بھوت بھوت کہہ کر گھوڑے کو اور تیز کرنے ہی لگا تھا کہ ماریا نے ڈاکو کے گلے سے سونے کا تھیلا اتار کر گھوڑے کی پیٹھ پر اس زور سے لات ماری کہ گھوڑے کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ اتنی تیزی سے بھاگا کہ پھر ماریا کو بھی دکھائی نہ دیا۔ ماریا تھیلا لئے کر "ہوٹل سیوائے" کی طرف روانہ ہو گئی۔

قتل کی سازش

ماریا ہوٹل پہنچی تو عنبر اُس کا انتظار کر رہا تھا۔

"یہ دیکھو میں تمہارے لئے کیا لائی ہوں"

ماریا نے تھیلا عنبر کے آگے رکھ دیا۔ عنبر نے اس میں سے سونے کی اینٹ کو نکال کر دیکھا تو ہنس کر بولا۔

"یہ کس غریب کا سونا ہے ماریا؟"

ماریا نے کہا۔ "غریبوں کے پاس سونا نہیں ہوتا۔ یہ تو ایک ڈاکو پر ڈاکہ ڈالا ہے میں نے"

"پھر ٹھیک ہے"

ماریا نے کہا۔ "ویسے بھی یہ سونا ہندوستان سے لوٹ کر یہاں لایا گیا ہے۔ ان بھوکے ننگے آلو گوبھی کھانے والے انگریزوں کے پاس سونا کہاں سے آسکتا ہے بھلا۔ اچھا تم سناؤ شہزادی سوسن کے ہاں دعوت کھا آئے؟ کیا کیا کھانے تھے وہاں پر؟"

عنبر نے ماریا کو شہزادی سوسن کی ساری دکھ بھری داستان سنائی کہ کس طرح وہ اور اس کا بھائی ہنری قلعے اور قلعے کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاگیر کے جائز وارث ہیں مگر ان کا چچا وراثت پر قبضہ کرنے کے لئے انہیں زہر دے کر ہلاک کرنے کی فکر میں ہے۔

"اور یہاں اس شہر کے نیچے کہیں شہزادی کے پڑدادا بادشاہ ہنری ہشتم کا زبردست خزانہ دفن ہے اس کا چچا بھی اس خزانے کی تلاش میں ہے۔ میں نے تو اس کے چچا سے حامی بھر لی ہے کہ میں اپنے جادو کے زور سے خزانے کی جگہ بتا دوں گا۔"

"وہ کیسے؟" ماریا نے پوچھا۔

عنبر کہنے لگا: "ناگ بھی لندن میں ہے۔ آج نہیں تو کل اس سے ملاقات ہو جائے گی۔ وہ اپنے کسی سانپ سے کہہ کر زمین کے خزانے کا حال معلوم کرے گا۔"

"اور تم شہزادی کے مکار چچا کو بتا دو گے؟"

"ارے نہیں ایسا نہیں ہے۔ خزانے پر سانپ تو ضرور ہوگا۔ میں نے چچا سے کہہ دیا ہے کہ اسے سانپ کے پاس اکیلے ہی جانا ہوگا اگر وہ جائز وارث ہوا تو سانپ کچھ نہیں کہے گا نہیں تو اسے ڈس لے گا۔"

ماریا نے پوچھا: "اور اگر اس چالاک شخص نے سانپ کو کسی ہتھیار سے ہلاک کر دیا تو کیا خزانہ اسے دے دو گے؟"

عنبر نے کہا: "سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خزانہ تو ہر حال

ں شہزادی سوسن اور اس کے چھوٹے بھائی کو ہی ملے گا۔ میں ز صرف یہ چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم مکار چچا کو لاک کریں وہ اپنے آپ سانپ کے ڈسنے سے مر جائے۔"

ماریا بولی: "اچھا خیال ہے۔ لیکن یہ تم نے شہزادی سوسن کے ساتھ میری ڈیوٹی کس خوشی میں لگا دی ہے؟"

عنبر نے کہا۔ "شہزادی سوسن اور اس کا چھوٹا بھائی ہنری اصل وارث ہیں۔ اصل حقدار کو اس کا حق مل کر رہنا چاہئے۔ دونوں بہن بھائی بڑے معصوم اور بھولے بھالے ہیں۔ بے چاروں کا سارے قلعے اور محل میں کوئی ہمدرد اور سگا نہیں ہے۔ ایک چچا تھا وہ بھی ان کی جان لینے کی فکر میں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان کا خیال رکھو۔ ناگ سے ملنے سے پہلے پہلے، چچا کہیں انہیں زہر نہ دے دے۔"

ماریا نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"تم کہتے ہو تو یہ ڈیوٹی کر دوں گی۔ ویسے چوبیس گھنٹے اٹن شن رہنا ہوگا۔ اچھا کوئی بات نہیں۔ تم نے شہزادی سوسن کو میرا بتا دیا تھا ناں؟"

"ہاں۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ ماریا میری ایک بہن کی روح ہے۔ تم بھی یہی بتانا کہ تم روح ہو۔ کیونکہ وہاں سب یہی سمجھتے ہیں کہ روحیں میرے پاس آتی جاتی ہیں۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کروں گی۔ اب سوال یہ ہے کہ ناگ کو کہاں تلاش کیا جائے؟ اس کا ملنا بہت ضروری ہے۔"

عنبر نے کہا۔ "اُسے سلومی کو لے کر لندن آنا تھا تاکہ وہ اسے اس کے ماں باپ کے پاس پہنچا دے۔ میرا خیال ہے سلومی کو اس نے پہنچا دیا ہوگا۔ سلومی کے گھر کا پتہ بھی مجھے معلوم نہیں۔"

ماریا نے کہا۔ "ناگ کسی نہ کسی سرائے یا ہوٹل میں اترا ہوگا وہ بھی ضرور تمہاری تلاش میں ہوگا۔ کیونکہ اسے میرے ملنے کی تو ابھی خبر ہی نہیں ہے۔"

عنبر کہنے لگا۔ "تم اُس کی تلاش زیادہ آسانی سے کر سکتی ہو کیونکہ تم کسی کو دکھائی نہیں دیتی اور یوں ہر کسی کے گھر کے اندر جا کر تلاشی لے سکتی ہو۔"

ماریا نے کہا۔ "لیکن تم نے تو میری ڈیوٹی شہزادی سوسن کے ساتھ قلعے میں لگا دی۔ میں شہر میں ناگ کو کہاں تلاش کرتی پھروں گی؟ یہ کام تو تمہیں کرنا ہوگا۔ آخر تم بھی تو کوئی کام کرو۔"

عنبر ہنس پڑا۔ "اچھا بابا یہ کام میں اپنے ذمے لیتا ہوں اب کیا خیال ہے۔ ہم آرام نہ کریں۔"

ماریا بولی۔ "میں تو تھک گئی ہوں۔ کافی منگواؤ۔ کافی پیتے ہیں۔"

یہ لندن کا سب سے مہنگا اور آج سے سو سال پہلے کا سب سے خوبصورت ہوٹل تھا جس کی ہر منزل کے برآمدوں میں گیس کے لیمپ روشن تھے۔ راہ داریوں میں قالین بچھے تھے عنبر نے گھنٹی بجائی۔ نیچے سے ایک چاق و چوبند بیرا آگیا۔ یہ گورا بیرہ تھا اور کالوں کو پسند نہیں کرتا تھا۔ عنبر کا رنگ گورا نہیں تھا۔ بلکہ گہرا سانولا تھا۔ جیسا کہ مصریوں کا عام طور پر ہوا کرتا ہے۔ بیرے کو پسند نہیں تھا کہ کالے اس شاندار ہوٹل میں آکر ٹھہریں۔ اُس نے کمرے میں آکر بڑے غرور کے ساتھ گردن اکڑا کر کہا۔

"یس سر! کیا چاہیئے؟"

عنبر نے کہا۔ "دو کافی۔"

بیرے نے بھنوئیں چڑھا کر پوچھا۔

"دو؟ آپ تو ایک ہیں۔"

عنبر نے جھڑکتے ہوئے کہا۔ "تم کون ہو یہ پوچھنے والے؟ دفع ہو جاؤ اور دو کافی لاؤ۔"

"یس سر"

بیرا نفرت سے منہ بنا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ماریا نے پوچھا کہ وہ سونا کب اور کہاں فروخت کرے گا؟ عنبر نے کہا۔

"صبح اسے لندن کے گنجان علاقے میں لے جا کر کسی یہودی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے پاس بیچ دوں گا۔ جو دے گا لے لوں گا۔ میرا خیال ہے اتنی رقم ضرور مل جائے گی کہ ہم ایک مہینہ اس ہوٹل میں آرام کر سکیں گے۔ اور ناگ بھی مل گیا تو ہمارے پاس ٹھہر سکے گا۔"

ماریا کہنے لگی۔" یہ شہزادی سوسن کا خزانہ اسے مل جائے تو ہم یہاں سے آگے چلیں گے۔ ابھی ہمارا سفر بہت لمبا ہے پورے پانچ ہزار سال ہمارے سامنے ہیں۔"

عنبر نے کہا۔" اگر ہم اسی طرح جُوں کی رفتار سے وقت کے ساتھ ساتھ رینگتے رہے تو پھر یقیناً ہمیں پانچ ہزار سال ہی گذارنے ہوں گے۔ لیکن اگر قدرت ہمیں اٹھا کر ایک دم سے چار سو سال پیچھے لے گئی تو ہمارا سفر جلدی ختم ہو سکتا ہے۔"

ماریا نے کہا۔" آتی دفعہ تو ہمارے ساتھ تو ایسا ہی ہوا تھا۔ جاتی دفعہ تو ابھی ہم نے سفر شروع کیا ہی ہے اور سو سال ہی پیچھے آئے ہیں۔"

"دیکھو قدرت ہمارے ساتھ ابھی کون کون سا مذاق کرتی ہے۔"

اتنے میں انگریز بیرا آگیا۔ اس نے میز پر کافی کے برتن رکھے اور چلا گیا۔ اس بیرے نے ماریا اور عنبر کی باتیں سُن لی تھیں اور اُسے پتہ چل گیا تھا کہ عنبر کے پاس جو تھیلا ہے اس میں سونے کی اینٹ پڑی ہے۔ اُس نے دروازے کے پیچھے چھپ کر یہ بھی سُن لیا تھا کہ عنبر کسی عورت سے باتیں کرتا رہا تھا جو اب غائب تھی۔ وہ یہ سمجھا کہ اس نوجوان عنبر کے ساتھ کوئی عورت بھی رہ رہی ہے جس کو وہ کسی کے آنے پر پلنگ کے نیچے چھپا دیتا ہے۔ بیرے کے خیال میں عنبر نے یہ کام ہوٹل کے دوسرے کمرے کا کرایہ بچانے کے لئے کیا تھا۔ کیونکہ اس ہوٹل کے سنگل کمرے میں دو آدمیوں کو رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ بیرے نے سوچا کہ ہوٹل کے مینجر کو بعد میں شکایت کروں گا۔ پہلے عنبر کے تھیلے میں سے سونا چُرا لیا جائے۔"

اس بیرے کی موت آدھی رات کو سونے کے لالچ کی شکل میں اسے عنبر کے کمرے میں لے آئی۔ پلنگ پر ماریا سو رہی تھی وہ لحاف کے اندر دُبکی ہوئی تھی۔ اس کے لحاف کے اندر ہونے کی وجہ لحاف اوپر کو اُبھرا ہوا تھا۔ بیرا کمرے کے خفیہ دروازے سے آیا تھا۔ گیس کا لیمپ دھیما روشن تھا۔ بیرے نے سوچا کہ عنبر پلنگ پر سو رہا ہے۔ تھیلا اس کے سرہانے کے نیچے ہوگا۔ حالانکہ پلنگ پر ماریا سو رہی تھی اور عنبر صوفے کی دوسری جانب اوٹ میں کمبل اوڑھ کر سو رہا تھا۔

بیرا دبے پاؤں پلنگ کے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں کھُلا ہوا خنجر تھا۔ بیرے کا خیال تھا کہ وہ عنبر کے منہ پر سے لحاف اٹھا کر خنجر اس کی گردن پر رکھ کر تھیلا چھین کر بھاگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائے گا۔ بیرے نے چہرے پر نقاب اس لئے ڈال رکھا تھا کہ عنبر اسے پہچان نہ لے۔

سرہانے کے قریب آکر وہ جھکا اور ایک ہاتھ سے اُس نے لحاف اوپر اٹھا دیا۔ وہ حیران رہ گیا۔ لحاف کے نیچے کوئی بھی نہیں تھا۔ تو پھر یہ لحاف اوپر کو کیسے اُبھرا ہوا تھا؟ لحاف ابھی تک اوپر کو ابھرا ہوا تھا جیسے اس کے اندر کوئی لیٹا ہوا ہو۔ ماریا جاگ پڑی تھی اور اپنے اوپر جھکے ہوئے نقاب پوش کو تک رہی تھی۔

بیرا جلدی سے ہٹ کر کمرے میں عنبر کو تلاش کرنے لگا۔ اس کی نظر میز کی دراز پر پڑی۔ اس نے دراز کو کھولا تو اندر سونے کی اینٹ والا تھیلا پڑا تھا۔ خوشی سے اس کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے تھیلا اٹھا کر بغل میں دبایا اور باہر نکلنے کے لئے کمرے کے خفیہ دروازے کی طرف بھاگا۔ مگر کسی کی ٹانگ سے ٹکرا کر منہ کے بل سامنے والی الماری کے اوپر گر پڑا۔ وہ جلدی سے اٹھ کر بھاگا۔ دوسری بار کسی نے اُسے گردن سے پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔

عنبر بھی جاگ پڑا تھا اور بلی چوہے کا یہ تماشا لیٹے لیٹے بڑے مزے سے دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ شخص سونے کی اینٹ چرانے آیا تھا اور اب ماریا اس سے ذرا کھیل رہی ہے۔ بار بار فرش پر گرنے سے بیرے کا نقاب الٹ گیا۔ ماریا اور عنبر نے دیکھا کہ یہ تو کم بخت وہی بیرا ہے۔ عنبر نے وہیں سے آواز دی۔

"ماریا! جانے نہ پائے۔"

ماریا نے کہا۔ "کہو تو اسے تیسری منزل کی کھڑکی میں سے نیچے پھینک دوں؟"

بیرا تھیلا پھینک کر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں نہیں۔ مجھے معاف کر دو۔ میرے بچوں پر ترس کھاؤ۔ میں معافی مانگتا ہوں۔"

عنبر نے کہا۔ "معاف کر دو ماریا۔"

"اچھا جاؤ معاف کیا۔"

بیرا حیران تھا کہ یہ شخص کس سے باتیں کر رہا ہے؟ اور جس عورت نے مار مار کر جوڈو کراٹے سے اس کا حلیہ بگاڑ دیا تھا کیا یہ کوئی چڑیل ہے جس کو عنبر نے قابو کر رکھا ہے؟ سو برس پہلے انگریز چڑیلوں سے بڑا خوف کھاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں انہیں کسی عورت پر چڑیل ہونے کا ذرا سا شبہ پڑتا لوگ اُسے اٹھا کر آگ میں ڈال دیتے تھے۔ بیرا تو اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ لیکن جانے سے پہلے عنبر نے اُسے بلا کر اتنا کہہ دیا۔

"یاد رکھو! اگر تم نے میری چڑیل کے بارے میں کسی کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ بتایا تو یہی چڑیل رات کو آ کر تمہارا کلیجہ نکال کر کھا جائے گی۔" بیرے نے کانپتے ہوئے کہا۔

"کبھی نہیں۔ کبھی نہیں۔ میں کسی سے ذکر نہیں کروں گا۔"

جب وہ چلا گیا۔ تو ماریا نے پلنگ پر لیٹتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے مجھے چڑیل کب سے بنا دیا عنبر بھیا؟"

عنبر ہنسنے لگا۔ "بھئی یہ تو اسے ڈرانے کے لئے تمہیں چڑیل بنا دیا ہے۔ ورنہ تم تو میری بہت ہی پیاری چھوٹی بہن ہو۔ اچھا اب سو جاؤ۔ تمہیں صبح اٹھتے ہی شہزادی سوسن کے قلعے میں جانا ہے۔"

"اور تمہیں نگ کی تلاش میں — نہیں پہلے اس سونے کو جا کر فروخت کرنا ہے۔" ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ میں اپنا کام کروں گا تم اپنا کام کرنا۔"

لندن شہر میں دن کی روشنی بڑی مشکل سے طلوع ہو رہی تھی۔ کیونکہ آسمان اور زمین، ہر جگہ پر دھند پھیلی تھی۔ عنبر دن چڑھے سونا فروخت کرنے اور ماریا بوڑھے ڈیوک کے پرانے قلعے کی جانب روانہ ہو گئی۔ یہ سارے علاقے ماریا کے لئے نئے نہیں تھے جیسا کہ آپ پچھلی قسطوں میں پڑھ چکے ہیں ماریا اس شہر میں دو سو برس پہلے بھی آ چکی تھی اور یہاں کے قلعے اور قلعوں کو جاتے راستے ویسے ہی تھے جیسے آج کل ہیں۔ فرق

صرف اتنا تھا کہ آج سے سو برس پہلے یہ قلعے اندر سے آباد تھے لیکن باہر ان پر آج ہی کی مانند ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ ماریا کو قلعے کی پہاڑی تک پہنچنے کے لئے کسی بگھی یا دوسری سواری کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھی جا سکتی تھی لیکن اس نے ہوا میں اڑ کر جانا زیادہ پسند کیا۔

وہ لندن کے کھلے کھیتوں اور جنگلوں میں پھیلی دھند کے اوپر اڑتی اس قلعے کے اندر جا کر اتر گئی جہاں شہزادی سوسن اپنے چھوٹے بھائی ہنری کے ساتھ مصیبت کے دن [illegible] رہی تھی۔ ماریا قلعے کی چھت پر اتری تھی۔ یہاں سے وہ زینے سے ہو کر نیچے بڑے بڑے کھلے برآمدوں اور اونچے ستونوں والے دالان میں آ گئی۔ ان ستونوں پر کہیں کہیں مخمل کے سرخ اور نیلے رنگ کے بھاری پردے گرے ہوئے تھے۔ عنبر نے ماریا کو سوسن کا حلیہ بتا دیا تھا۔ محل میں کئی عورتیں پرانے زمانے کے گھیرے دار گاؤن پہنے چل پھر رہی تھیں۔ ان میں سوسن کی شکل کی کوئی لڑکی نہیں تھی۔

ماریا نے محل کے [illegible] کھلے کھلے کمروں میں گھومنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ اس نے بوڑھے ڈیوک کو دیکھا۔ وہ ایک دیوان پر گرم کمبل اوڑھے لیٹا تھا اور ایک بوڑھی خادمہ اسے [illegible] ماریا [illegible] سفید رومال [illegible]

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہونٹ صاف کر رہا تھا۔

ماریا دوسری منزل کے ایک کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے گیلری میں ایک دبلی پتلی سنہری بالوں والی لڑکی کو دیکھا جس نے دو چوٹیاں کر رکھی تھیں اور سر پر سفید ہیٹ تھا۔ ماریا کو شہزادی سوسن کو پہچاننے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ یہی سوسن تھی۔ ماریا کمرے میں سے گزر کر گیلری میں آ گئی۔ سوسن نیچے وادی میں پہلی دھند کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے شانوں پر نسواری رنگ کی بڑی خوبصورت گرم اونی شال پڑی تھی۔ ہاتھوں پر سفید دستانے تھے اور وہ جنگلے پر ذرا جھکی نیچے تک رہی تھی۔

ماریا نے اُسے غور سے دیکھا۔ یہی وہ شکل تھی جو عنبر نے اُسے بتائی تھی۔ اس شکل پر ایک گہری اداسی چھائی تھی۔ نیلی آنکھوں میں غم کی جھلک تھی۔ ماریا نے شہزادی سوسن کے قریب ہو کر آہستہ سے کہا۔

"شہزادی سوسن ہے؟"

شہزادی کسی نظر نہ آنے والی عورت کی زبان سے اپنا نام سُن کر چونک پڑی۔ پھر اُسے عنبر کی بہن کی روح کا خیال آیا۔ اس نے آنکھیں جھپکا کر کہا۔

"تم عنبر کی بہن ماریا کی روح ہو کیا؟"

ماریا ذرا سا ہنسی اور بولی۔

"ہاں — میں ماریا ہوں عنبر کی بہن کی روح۔"

شہزادی سوسن زندگی میں پہلی بار کسی روح سے باتیں کر رہی تھی۔ اس نے ہمیشہ ایسے لوگوں سے باتیں کی تھیں جو اُسے نظر آیا کرتے تھے۔ نظر نہ آنے والی ہستی سے وہ پہلی بار گفتگو کر رہی تھی۔ اس نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"ماریا بہن! میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"

"دیکھ لو۔ میں آ گئی ہوں۔ تم ڈر نہیں رہی ہو؟"

"نہیں تو۔" شہزادی سوسن ہنس دی۔ اس کے دانت بڑے سفید تھے بالکل سفید موتیوں کی طرح۔ ماریا نے کہا۔

"شاباش! تم بڑی بہادر لڑکی ہو۔ لوگ تو میری آواز سن کر اکثر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔"

شہزادی سوسن نے کہا۔

"اگر مجھے عنبر نے تمہارے بارے میں سب کچھ نہ بتا دیا ہوتا تو شاید میں بھی بے ہوش ہو جاتی۔"

ماریا نے ہنس کر کہا۔ "ہنری کہاں ہے؟"

"وہ ناشتہ کر رہا ہے۔"

"اور تمہارا مکار چچا کہاں ہے؟"

"شاید وہ بھی ناشتہ کر رہے ہیں۔"

"ہنری کے ساتھ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"شاید"

ماریا نے چونک کر کہا۔ "تمہیں اپنے چھوٹے بھائی کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے سوسن! تمہارا بھائی اسے نقصان پہنچا سکتا ہے مجھے بتاؤ یہ لوگ یہاں ناشتہ کرتے ہیں مجھے ساتھ لے چلو وہاں۔"

شہزادی سوسن نے ماریا کو ساتھ لیا اور پہلی منزل کے اس کمرے میں آ گئی جہاں اس کا چھوٹا بھائی اپنے چچا کے سامنے میز پر بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ شہزادی کو دیکھ کر ہنری مسکرایا۔ چچا کے ماتھے پر شکن پڑ گئے۔ ماریا نے محسوس کیا کہ اس کے مکار چچا کو شہزادی سوسن کا آنا ناگوار لگا ہے۔ شاید وہ کوئی سازش کرنے والا تھا۔ اوپر سے مسکراتے ہوئے اس نے شہزادی سوسن کا خیر مقدم کیا اور کرسی کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔

"بیٹھو شہزادی سوسن!"

شہزادی چچا کے سامنے اپنے بھائی کے پاس بیٹھ گئی۔ ماریا بھی اس کے پاس ہی کھڑی ہو گئی تھی۔ ہنری دودھ کا گلاس پی رہا تھا۔ ماریا نے جھک کر گلاس کو دیکھا کہ دودھ میں کوئی دوسری نقصان دہ شے تو نہیں ملی ہوئی۔ اس میں اتنی طاقت تھی کہ وہ ملاوٹ کو پہچان لیتی تھی۔ دودھ میں کچھ نہیں تھا۔ مکار چچا ہنری اور اسکی بہن کو ٹھکانے لگانے کی ایک دوسری سکیم سوچ رہا تھا۔ اس نے مصر کے ایک سپیرے سے بڑا ہی زہریلا پھنیر سانپ منگوا رکھا تھا

یہ سانپ جسے ڈس دے اُس کا جسم اسی وقت جگہ جگہ سے پھٹ جاتا تھا اور وہ فوراً مر جاتا تھا۔ مکار چچا رات کے وقت اس سانپ کو ہنری اور شہزادی کے سونے کے کمرے میں چھوڑنے والا تھا۔ ماریا کو بھی مکار چچا کی اس خطرناک سازش کا علم نہیں تھا

ناشتے کے بعد چچا شہزادی اور ہنری کو ساتھ لے کر بڑے کمرے سے باہر جانے لگا تو ماریا کا اتفاق سے میز پر رکھی صراحی کو ہاتھ لگ گیا۔ صراحی گر پڑی۔ چچا نے صراحی کو دیکھا اور حیران ہو کر بولا۔

"یہ اپنے آپ کیسے گر گئی؟"

شہزادی کو تو معلوم تھا کہ یہ ماریا نے کیا ہے۔ وہ انجانی بن کر بولی۔

"خدا جانے کیسے گر گئی؟"

"کیا اس کمرے میں کوئی بھوت تو نہیں آ گیا۔"

چچا نے چلتے ہوئے پوچھا۔

"شاید۔" شہزادی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دوسری طرف عنبر سونے کی اینٹ لے کر لندن کے ایک یہودی سوداگر کے پاس پہنچا۔ جوہری نے سونے کی اینٹ دیکھی تو عنبر کو سر سے لے کر پاؤں تک تکتے ہوئے بولا۔

"برخوردار! یہ اینٹ تم نے کہاں سے چرائی ہے؟"

عنبر نے کہا۔ "یہ ہمارے خاندان کی پرانی سونے کی اینٹ ہے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے کہیں سے نہیں چرائی۔"

یہودی نے آنکھ مار کر کہا۔ "برخوردار! مجھے اصل بات بتادو میں خوب جانتا ہوں کہ تم کوئی ملکہ مصر کے خاندان سے نہیں ہو کہ تمہارے پاس سونے کی اینٹ پڑی رکھی ہو۔"

عنبر نے کہا۔ "میں ملکہ مصر کے خاندان سے ہی ہوں۔"

یہودی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ حالانکہ عنبر نے بالکل سچی بات کہی تھی۔ جیسا کہ ہمارے پڑھنے والے دوستوں کو معلوم ہوگا کہ عنبر کا تعلق پانچ ہزار برس پرانے مصر کے شاہی خاندان سے تھا۔ لیکن بھلا وہ لندن کے یہودی کو کیسے یقین آسکتا تھا۔ عنبر کا لباس بھی عام قسم کا تھا۔ یہودی نے کہا۔

"نوجوان! اگر تم نے سچی بات نہ بتائی تو مجھے مجبوراً تمہیں پولیس کے حوالے کرنا پڑے گا۔"

عنبر بے فائدہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"اچھا چلو۔ میں نے ایک جگہ سے یہ سونا چرایا ہے۔ اب بولو تم کیا دو گے۔"

یہودی مکاری سے ہنسا۔

"میں تمہیں اس کے ایک ہزار پاؤنڈ دے سکتا ہوں۔"

عنبر نے تعجب سے کہا۔ "مگر یہ سونا تو ایک لاکھ پونڈ کا ہے۔"

"تو پھر پولیس کے پاس چلو۔"

"اچھا لاؤ ایک ہزار پاؤنڈ ہی لاؤ۔"

عنبر فضول جھک جھک سے بچنا چاہتا تھا۔ اس نے ایک ہزار پاؤنڈ گن کر وصول کئے اور سونے کی اینٹ یہودی کے حوالے کرکے واپس اپنے ہوٹل میں آگیا۔ شام ہو رہی تھی۔ موسم بہت سرد ہو گیا تھا۔ عنبر نے ناگ کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔ یہاں آکر کہیں اس کی ہلکی سی بو تک محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اگر اسے سانپ کی زبان آتی ہوتی تو وہ کسی سانپ سے ہی اس کا پتہ پوچھ لیتا۔ رات کو اس نے تھوڑا سا کھانا کھایا۔ اسی چور بیرے نے کھانے کے بعد کافی لا کر دی۔ اب وہ عنبر کو جھک کر سلام کرتا تھا۔ وہ اس سے ڈرتا بھی تھا۔ عنبر ناگ کے بارے میں ہی سوچتا ہوا بستر پر لیٹ گیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جس یہودی کے پاس عنبر نے سونے کی اینٹ ایک ہزار پاؤنڈ کی معمولی رقم کے عوض فروخت کی تھی وہ بڑا لالچی انسان تھا۔ اُسے کسی طرح نیند نہیں آرہی تھی۔ اس نے سوچا کہ جو نوجوان سونے کی ایک پوری لاکھ پاؤنڈ سے بھی زیادہ کی اینٹ ایک ہزار پاؤنڈ میں بیچ سکتا ہے ضرور اس کے پاس اور اینٹیں بھی ہوں گی۔ یا پھر اسے کسی ایسے خفیہ خزانے کا علم ہوگا جہاں سونے کی بے شمار اینٹیں پڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں گی۔ کیوں نہ اس کو قابو کیا جائے اور ساری سونے کی اینٹیں حاصل کر کے دنیا کا امیر ترین آدمی بنا جائے۔

یہودی کو لالچ نے گھیر لیا۔ اس نے احتیاطاً اپنے نوکر کو عنبر کے پیچھے پیچھے روانہ کر دیا تھا جو اس کے ہوٹل کو دیکھ آیا تھا۔ پس آدھی رات کو یہودی عنبر کے ہوٹل کی طرف چل پڑا۔ لندن کی گلیاں سنسان تھیں۔ دھند پھیلی ہوئی تھی۔ اور مکانوں کے دروازے بند تھے اور بتیاں بجھی ہوئی تھیں۔ یہودی کی جیب میں ایک تیز دھار والا چھرا تھا، جس سے وہ انکار کی صورت میں عنبر کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

عنبر یونہی اٹھ کر اپنے کمرے سے باہر نکل آیا اور برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ یہودی نے اسے دور سے دیکھا تو اندھیرے میں چھپتا چھپاتا اس کے پیچھے نکل آیا۔ اس نے جیب سے خنجر نکال کر عنبر کی گردن پر رکھ دیا اور کہا۔

"اگر تم نے مجھے وہ جگہ نہ بتائی جہاں سے تم سونے کی اینٹ لائے تھے تو میں ابھی تمہاری شہ رگ کاٹ ڈالوں گا"

عنبر نے مڑ کر یہودی کو دیکھا تو اسے بڑا غصہ آیا کہ کمینے انسان کو لالچ نے اندھا کر دیا ہے اور ایک انسان کی جان لینے کو تیار ہو گیا ہے۔ عنبر نے اسے سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے بڑی لجاجت سے کہا۔

"خدا کے لئے مجھے نہ مارو۔ میں تمہیں ابھی اس جگہ لئے چلتا ہوں"

یہ سن کر یہودی کی باچھیں کھل گئیں۔ جھٹ بولا۔

"اگر تم نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو یاد رکھو اس وقت میرے چار محافظ نوکر خنجر لئے اندھیرے میں تمہارے آس پاس کھڑے ہیں"

عنبر نے مصنوعی خوف زدہ آواز میں کہا۔

"جناب! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو دھوکہ دوں۔ کیا مجھے اپنی جان عزیز نہیں ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں آپ کو اسی جگہ لے کر جاؤں گا جہاں سے مجھے یہ سونے کی اینٹ ملی تھی"

"کیا وہاں اور بھی سونا ہے؟"

یہودی نے لالچ سے پوچھا۔

عنبر بولا "ہاں جناب! وہاں تو سونے کی اینٹوں کا ایک صندوق بھرا ہوا ہے"

یہودی نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر چلو۔ مجھے وہاں لے چلو"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر کچھ سوچ کر رُکا اور کہنے لگا۔

"وہ جگہ لندن میں کہاں ہے؟"

عنبر نے سوچا کہ اسے کہاں لے جانا چاہئے جہاں اسے بدکردار لالچی انسان کو اس کے کئے کی پوری پوری سزا مل سکے یا سزا دی جا سکے۔ اچانک اُسے لندن کے پرانے قلعے کے ٹارچر ہاؤس کا خیال آگیا۔ یہ قلعہ ہنری ہشتم کے زمانے کا تھا اور یہاں ایک چیمبر میں ہنری ہشتم اپنے سامنے قیدیوں اور اپنے دشمنوں کو اذیت دے دے کر مارا کرتا تھا۔ اس تہہ خانے میں ابھی تک اذیت دینے والے آلات لگے تھے۔ لوگوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ وہاں ان لوگوں کی روحیں بھٹکتی پھرتی ہیں جن کو وہاں بادشاہ کے حکم پر قتل کر دیا گیا تھا۔ ناک نے کہا۔

"ہنری ہشتم کے پرانے قلعے کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ اس تہہ خانے کے فرش کے اندر سونے کی اینٹوں کا صندوق بھرا پڑا ہے۔ میں سیاحت کرتا ادھر جا نکلا تو اچانک میری نظر مٹی کے ڈھیر پر پڑی۔ جب میں نے وہاں زمین کھودی تو اندر ایک صندوق تھا جو سونے کی اینٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ مگر جناب کو یقین نہیں آتا تو چل کر دیکھ لیں۔"

یہودی نے خنجر کی نوک عنبر کی شہ رگ پر رکھ کر کہا۔

"چلو میرے آگے آگے۔"

عنبر کا خیال تھا کہ یہ موٹا لالچی یہودی یونہی رعب ڈالنے کے لئے کہہ رہا ہو گا۔ ہوٹل کے باہر آکر پتہ چلا کہ ایک بگھی میں اس کے تین آدمی خنجر اور پرانی قسم کے بارود سے بار بار بھرے جانے والے پستول لئے تیار بیٹھے تھے۔ انہوں نے کھینچ کر عنبر کو بگھی کے اندر گرا لیا اور کوچوان نے بگھی ہنری ہشتم کے پرانے قلعے کی طرف دوڑا دی۔

قلعہ لندن شہر سے باہر ایک ٹیلے پر تھا۔ بگھی آدھی رات کے سناٹے میں پتھروں کی سڑک پر بھاگی جا رہی تھی۔

قلعے کا ایک دروازہ بند تھا اور دوسرا ٹوٹا ہوا تھا۔ بگھی اس کے سامنے جا کر رُک گئی۔ چاروں باہر نکل آئے اور انہوں نے عنبر کو پستول دکھا کر اپنے آگے آگے لگا لیا۔ عنبر اب بڑا سٹ پٹایا کہ خوامخواہ کس مصیبت میں پھنس گیا۔ ان لوگوں سے وہیں نمٹ لیا جاتا تو کم از کم رات تو خراب نہ ہوتی۔ اس کی جانے بلا کہ قلعے کا تہہ خانہ کہاں اور کدھر تھا۔ وہ تو پہلی بار اس قلعے میں آ رہا تھا۔ یہودی اپنے کرائے کے غنڈوں کے پیچھے پیچھے تھا۔ غنڈے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کو گھیرے قلعے کے اندر لے آئے اور پوچھا۔

"بتاؤ تہہ خانہ کدھر ہے؟"

"وہ سامنے والے کمرے میں ہے۔"

عنبر نے یونہی کہہ دیا۔ برآمدے میں سے گذر کر غنڈے سامنے والے کمرے میں آ گئے۔ اتفاق سے وہاں تہہ خانے موجود تھا۔ جہاں سیڑھیاں جاتی تھیں۔ یہودی بڑا خوش ہوا کہ عنبر نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے گئے تو ایک چوکور سی خستہ حال کوٹھڑی آ گئی جہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ یہودی نے موم بتی روشن کر کے دیکھا۔ دیواروں کا چونا نیچے گر رہا تھا۔ چھت سے جالے لٹکے ہوئے تھے اور وہاں کوئی خزانے کا صندوق نہیں تھا۔

یہودی نے غرا کر کہا۔

"کہاں ہے خزانہ؟ یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

عنبر نے یونہی زمین پر ایک جگہ پاؤں رکھ کر کہا۔

"جناب! خزانہ اس جگہ دفن ہے۔"

غنڈوں نے وہاں زمین کھودنی شروع کر دی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ قلعے کا محافظ ایک بوڑھا انگریز اس تہہ خانے کے اوپر ایک کوٹھڑی میں سو رہا تھا۔ اس نے جو زمین کھودے جانے کی آواز سنی تو لالٹین اور ڈنڈا تھامے باہر نکل آیا۔ آواز

اس کے پاؤں تلے سے آ رہی تھی۔ فوراً سمجھ گیا کہ کوئی تہہ خانہ کھود رہا ہے۔ اس نے سر کھجاتے ہوئے سوچا کہ کیا اس تہہ خانے میں کوئی خزانہ دفن ہے؟ اسے کچھ خبر نہ تھی۔ لیکن یہ لوگ قانون کی خلاف ورزی کر رہے تھے۔ اس نے تہہ جانے کی سیڑھیوں میں جا کر دیکھا۔ اندر سے روشنی آ رہی تھی اور زمین کھودنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

بوڑھا انگریز آہستہ سے چلتا سیڑھیوں کے اخیر میں آیا تو دیکھا کہ تین آدمی زمین کھود رہے ہیں اور دو الگ کھڑے ہیں ایک کے ہاتھ میں موم بتی ہے۔ بوڑھا پہرے دار لپک کر واپس ہوا اور سیدھا قلعے سے نکل باہر ایک مکان میں چلا گیا ایک گورکن رہتا تھا۔ اس نے گورکن کو جگایا اور بتایا کہ قلعے میں ڈاکو آ گئے ہیں اور زمین کھود رہے ہیں۔ گورکن نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"بھائی میں نہیں جاؤں گا۔ مجھے تو ڈاکوؤں سے خوف آتا ہے۔ ہاں۔ مجھ سے کوئی تابوت زمین میں دفن کروانا ہو تو میں ابھی تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔"

پہرے دار سٹ پٹا کر واپس آ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ وہ خود بوڑھا آدمی تھا اور اس کے پاس

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پستول بھی نہیں تھا۔ اکیلا چار غنڈوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے باوجود اس کا احساسِ فرض اُسے تہہ خانے میں لے گیا۔ اس نے ڈنڈا اوپر اٹھا کر بڑے رعب سے کہا۔

"خبردار جو کسی نے ہاتھ اٹھایا۔ میں سرکاری پہریدار ہوں۔ قلعے کا محافظ ہوں۔ میں تمہیں گرفتار کرتا ہوں۔"

یہودی نے بوڑھے انگریز محافظ کی طرف دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"اسے ختم کر دو پہلے۔ پھر دوسرا کام کرنا۔"

غنڈے کرائے کے تھے۔ انہیں بڑا لالچ دیا گیا تھا۔ قتل کرنا اُن کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ کدالیں رکھ کر انہوں نے خنجر نکالے اور بوڑھے محافظ کی طرف بڑھے۔ عنبر یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ وہ لوگ ایک بے گناہ شریف انسان کو قتل کر دیں۔ اب وہ کھل کر سامنے آگیا۔ اس نے بوڑھے محافظ کے آگے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"سونے کے کتو! میں تمہیں آخری موقع دیتا ہوں۔ یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

یہودی اور تینوں غنڈوں کا تو پارہ چڑھ گیا کہ اس دبلے پتلے سے نوجوان کی یہ ہمت کہ انہیں گالیاں دے۔ یہودی نے چیخ کر کہا۔

"پہلے اس کا کام تمام کرو۔ فوراً۔"

غنڈے عنبر کی طرف بڑھے۔ عنبر اُن کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ جونہی ایک غنڈے نے اپنا خنجر عنبر کے سینے پر مارا عنبر نے بڑے آرام سے خنجر اس کے ہاتھ سے چھین کر اپنے پیچھے کھڑے بوڑھے انگریز چوکیدار کو دے کر کہا۔

"چچا اسے سنبھال کر رکھنا۔"

اور غنڈے کو گردن سے پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ اس کی گردن ٹوٹ کر اس طرح لمبی ہو گئی جیسے اُسے چھ [illegible] پھانسی دی گئی ہو۔ دوسرا غنڈہ آگے بڑھا تو عنبر نے اس کا خنجر چھین کر بھی بوڑھے انگریز کو دے دیا اور اس کی کھوپڑی پر ایسا زبردست مکا مارا کہ عنبر کا آدھا ہاتھ اس کی کھوپڑی توڑ کر اندر چلا گیا۔ تیسرا غنڈا چیخ مار کر غصے سے عنبر پر حملہ آور ہوا۔ عنبر نے اُسے بازو سے پکڑ کر زور سے اچھالا وہ چھت سے ٹکرا کر نیچے گرا تو ختم ہو چکا تھا۔

یہودی نے یہ ماجرا دیکھا تو پستول پکڑ کر عنبر پر گولی چلا دی۔ زبردست دھماکہ ہوا۔ بارود کا دھواں پھیلا۔ بے چارہ انگریز پہرے دار جلدی سے زمین پر نہ بیٹھ جاتا تو زخمی ہو گیا ہوتا۔ جب دھواں چھٹا تو عنبر سامنے کھڑا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مسکرا رہا تھا۔ یہودی کے پاس اتنا موقع نہیں تھا کہ وہ دوسری بار پستول میں بارود بھر سکتا۔ اور پھر عنبر اسے موقع بھی نہیں دے سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس بھی اتنا وقت نہیں تھا کہ اپنی بہترین طاقت ان احمق قسم کے لالچی لوگوں پر ضائع کرتا پھرے۔ یہ تو وہ یہودی لالچی کو سبق سکھانا چاہتا تھا۔

یہودی بڑا حیران ہوا کہ گولیاں سیدھی عنبر کے سینے پر لگی تھیں۔ بڑا قریب سے اس نے نشانہ لیا تھا پھر وہ زندہ کس طرح بچ گیا۔ عنبر نے یہودی کو گردن سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا۔

"میں تمہیں بڑے آرام سے ماروں گا۔"

یہودی خود بھی اور اس کی موٹی توند بھی تھر تھر کانپنے لگی۔

"نہیں نہیں مسیحؑ کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ میں پھر کبھی لالچ نہیں کروں گا۔"

یہودی نے عنبر کو عیسائی سمجھا۔ اگرچہ وہ مسلمان تھا مگر حضرت عیسے علیہ السلام مسلمانوں کے لئے بھی قابل احترام پیغمبر ہیں۔ عنبر نے کہا۔

"تم نے جس مقدس ہستی کا نام لیا ہے میں ان کے طفیل تمہاری جان بخشی کرتا ہوں۔ جا بھاگ جا اور یہاں سے پیدل سردی میں ٹھٹھرتا ہوا واپس لندن پہنچ۔ تیری اب یہی سزا ہے۔"

"شکریہ، شکریہ۔"

یہودی جان بچا کر قلعے سے باہر نکلا اور شہر کی طرف ہانپتا کانپتا روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد عنبر نے بوڑھے محافظ کو بتایا کہ وہاں کوئی خزانہ وغیرہ نہیں ہے۔ اس نے جھوٹ بولا تھا اور ان لوگوں کو سبق سکھانا چاہتا تھا۔ اس نے تینوں غنڈوں کی لاشیں وہیں تہہ خانے میں دفن کر دیں اور عنبر بگھی میں بیٹھ کر رات کے پچھلے پہر واپس اپنے ہوٹل میں آ گیا۔

ادھر ماریا بھی رات ہونے پر شہزادی سوسن اور ہنری کے کمرے میں ان کی حفاظت کے لئے آ گئی۔ شہزادی نے اپنے چھوٹے بھائی کو ماریا کا نہیں بتایا تھا۔ صرف اس خیال سے کہ کہیں وہ ڈر کر کسی سے ذکر نہ کر دے۔ جب آدھی رات ہوئی تو شہزادی اور ہنری سو گئے۔ اور ماریا کمرے سے باہر آ گئی۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ کوئی خطرہ نہیں تھا۔ ماریا قلعے کی بالکونی میں آکر کھڑی ہو گئی۔ اسے اپنے پیچھے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا پیچھے شہزادی کی خواب گاہ کو جانے والا برآمدہ خاموش تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپوں کا بادشاہ

ماریا نے خیال کیا کہ یہ شاید اس کا وہم تھا۔

وہ بالکونی میں کھڑی باہر رات کی تاریکی میں دُور جلنے والی روشنی کو دیکھتی رہی۔ یہ ماریا کی غلطی تھی۔ اُسے فوراً اپنا شک دور کرنے کے لئے شہزادی کے کمرے میں جانا چاہیے تھا۔ کیونکہ مکار چچا رات کے اندھیرے میں سانپ کی پٹاری چھپائے وہاں سے گذرا تھا۔ اس نے شہزادی کے کمرے کے دروازے کے نیچے سے زہریلے پھنیر سانپ کو اندر داخل کر دیا اور خود ذرا پرے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اور شہزادی سوسن اور ہنری کی موت کا انتظار کرنے لگا۔

کمرے میں شہزادی اور اس کا چھوٹا بھائی ہنری اپنے اپنے بستروں پر گرم لحافوں میں دبکے سو رہے تھے۔ سانپ فرش پر بچھے ہوئے ایرانی قالین پر اِدھر اُدھر رینگنے لگا۔ چھوٹی کانسی کی تپائی پر چاندی کا شمع دان روشن تھا۔ سانپ قالین پر رینگتے رینگتے شہزادی کے پلنگ کے پاس چلا گیا۔ اس نے اپنا پھن اوپر اٹھا کر شہزادی کے لحاف سے نکلے ہوئے چہرے کو دیکھا۔ پھر سانپ ہنری کے بستر کی طرف آ گیا۔ اس نے ہنری کو بھی غور سے دیکھا۔ باہر مکار چچا ان دونوں کی چیخیں سننے کا انتظار کر رہا تھا مگر اندر خاموشی طاری تھی۔ سانپ کیا کر رہا تھا؟ مکار چچا سوچنے لگا۔

سانپ ہنری کے بستر پر چڑھ گیا اور اس کے گرم لحاف کے اوپر رینگتا ہوا ہنری کے چہرے کے قریب آ کر رُک گیا۔ اب سانپ ہنری کے لحاف پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا اور اپنا پھن اٹھائے جھوم رہا تھا۔ اتفاق سے شہزادی کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے کروٹ بدلی تو شمع کی روشنی میں اس کی نظر سانپ پر پڑ گئی۔ چونکہ پڑھی لکھی خاندانی لڑکی تھی اس لئے گھبرا کر چیخ مارنے کی بجائے اس نے اپنے حواس کو قابو میں رکھتے ہوئے بجلی ایسی تیزی کے ساتھ یہ سوچنا شروع کر دیا کہ سانپ کو لحاف سے نیچے کیسے گرائے۔ کیونکہ خطرہ تھا کہ اگر ہنری کی آنکھ کھل گئی تو چیخ مار دے گا اور سانپ گھبرا کر اُسے ڈس دے گا۔

شہزادی آہستہ آہستہ اپنے لحاف سے باہر نکل کر بستر کے دوسری طرف قالین پر اتر گئی۔ کمرے میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں تھی کہ جس کی مدد سے وہ سانپ کو ہلاک کر سکتی سانپ اسی طرح ہنری کے لحاف پر بیٹھا ہولے ہولے جھوم رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہزادی کسی طریقے سے اپنے چھوٹے بھائی کی جان بچانا چاہتی تھی اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود اپنے بھائی کے اوپر گر کر سانپ ڈسوا لے گی اور بھائی کی جان بچالے گی۔

اتنے میں بالکونی میں کھڑی ماریا کو کچھ ٹھنڈ محسوس ہونے لگی۔ حالانکہ عام طور پر اسے سردی گرمی بہت ہی کم محسوس ہوا کرتی تھی۔ وہ بالکونی سے نکل کر شہزادی کے کمرے کی طرف آگئی۔ اندر جانے کے لئے اسے دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مکار چچا ایک ستون کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے ماریا اسے نہ دیکھ سکی۔ ماریا خواب گاہ میں داخل ہو گئی۔ شمع کی روشنی میں اندر اسے بہت سے پہلے جو شئے نظر آئی وہ سامنے والی دیوار پر جھومتا ہوا سانپ کا سایہ تھا۔

وہ اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ ناگ اپنا خطرناک پھن پھیلائے چھوٹے ہنری کے لحاف کے اوپر بیٹھا آہستہ آہستہ اس کے منہ کی طرف کھسک رہا تھا۔ گویا بڑے مزے کے ساتھ ہنری کو ڈسنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ شہزادی سوسن بھی آہستہ آہستہ سانپ کی طرف رینگ رہی تھی۔ ماریا نے سوچا کہ اگر اس نے کوئی آواز نکالی تو سانپ کہیں گھبرا کر ہنری کو ڈس نہ دے۔

وہ سوچنے لگی کہ یہ شہزادی سانپ کے پاس سامنے کی

جانب سے کیوں جا رہی ہے؟ ایک ایک پل بڑا قیمتی تھا۔ ماریا کمرے کی فضا میں لہراتی ہوئی سانپ کے اوپر آگئی۔ سانپ نے ماریا کے جسم کی لہروں کو محسوس کر لیا تھا۔ اس نے ایک جھکولا سا کھا کر اوپر کی طرف دیکھا۔ ماریا اُسے نظر تو نہیں آسکتی تھی۔ ماریا نے اس دوران میں پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر سانپ کو گردن سے پکڑ لیا۔

شہزادی سوسن نے جو ہنری کے لحاف کے اوپر سے سانپ کو اچانک غائب ہوتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ ماریا نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اس کی جان میں جان آئی۔ سردی میں بھی اس کے ماتھے پر پسینہ آگیا تھا۔ اس نے ماریا کو آہستہ سے پکارا۔ ماریا نے جواب میں کہا۔

"مجھے افسوس ہے شہزادی! میں ذرا باہر چلی گئی تھی۔ اگر اور دیر کر دیتی تو ہنری کی زندگی کو شاید ہم واپس نہ لا سکتے۔"

شہزادی سوسن نے ہنری کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ اور ماریا بستر پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگیں۔ شہزادی نے کہا۔

"میرا خیال ہے یہ سازش مکار چچا کی تھی۔ یہ سانپ اُسی نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے چھوڑا ہوگا۔"

ماریا نے کہا۔ "اس کے سوا اور کون یہ جرأت کر سکتا ہے۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر کھڑے مکار چچا نے جب محسوس کیا کہ دیر ہو گئی ہے اور اندر سے کسی کی چیخ کی آواز نہیں آئی تو اُسے یہی خیال ہوا کہ سانپ نے ان دونوں بہن بھائی کو ڈس کر ہلاک کر ڈالا ہے۔ وہ بڑا خوش خوش دروازے کے سامنے سے گذرا تو اُسے اندر دو عورتوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ حیران ہو کر رُک گیا کہ یہ شہزادی کس سے باتیں کر رہی ہے؟ دوسری عورت کی آواز چچا پہچان نہیں رہا تھا۔ یہ بالکل اجنبی آواز تھی۔ اس سے پہلے چچا نے یہ آواز نہیں سنی تھی۔ وہ پریشان ہو گیا۔ تو کیا شہزادی سوسن نے سانپ کو ہلاک کر ڈالا ہے؟ پھر وہ زندہ کیسے ہے؟ وہ اندر جا کر اصل حالات معلوم کرنا چاہتا تھا مگر اس خیال سے کہ کہیں اُسے شک نہ پڑ جائے وہ وہاں سے چلا گیا۔ جاتے ہی اس نے سپیرے کو بلایا اور اُسے ساری کہانی سنا کر پوچھا۔

"سانپ نے انہیں ڈسا کیوں نہیں؟ کیا سانپ زہریلا نہیں تھا؟"

سپیرے نے کہا۔ "حضور! سانپ بہت زہریلا تھا۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ سانپ کمرے کی گرم گرم فضا میں جانے کے بعد کسی جگہ گرم ہو کر لیٹ گیا ہے۔"

"پھر کیا ہوگا ـــــ ہے"

"میرا خیال ہے حضور! اب وہ کسی کو نہیں ڈسے گا۔ کیونکہ اس کا موڈ آف ہو گیا ہے۔ یہ سانپ بڑا خاندانی سانپ ہے۔ ذرا مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو اپنے زہر کو خود ہی خارج کر دیتا ہے۔"

چچا نے کہا۔ "تم نے ایسا سانپ کیوں لا کر دیا؟ جاؤ اور اب کوئی ایسا سانپ لے کر آؤ، جو ہر حالت میں شہزادی اور اس کے بھائی کو ڈس دے۔"

"بہت بہتر حضور! میں کل ہی ایک کلغی والا سفید سانپ لے کر حاضر ہوں گا۔ یہ سانپوں کا بادشاہ ہے اور اس کا زہر پھوار کی شکل میں نکلتا ہے اور جس پر پڑ جائے وہ وہیں مر جاتا ہے۔"

سپیرا سانپ لانے چلا گیا۔ مکار چچا نے سوچا کہ خواب گاہ والا سانپ وہاں سے نکل کر کہیں چلا گیا ہوگا۔ وہ بستر پر لیٹ کر سفید سانپ کے بارے میں غور کرنے لگا۔ پھر اسے خیال آیا کہ شہزادی کے ساتھ کون عورت تھی؟ اس کے کمرے میں تو رات کو کوئی نہیں سوتی۔ پھر وہ کس عورت سے باتیں کر رہی تھیں؟

دن نکل آیا۔ ماریا نے سانپ کو ہلاک کر کے قلعے کی دیوار سے نیچے پھینک دیا۔ صبح ناشتے کی میز پر بیٹھتے ہی مکار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چچا نے باتوں ہی باتوں میں شہزادی سے پوچھا۔

"رات تمہارے کمرے میں دوسری عورت کون تھی؟"

ماریا نے چونک کر مکار چچا کی طرف دیکھا۔ شہزادی بھی کچھ حیران ہوئی کہ اسے کہاں سے خبر مل گئی کہ اس کے ساتھ کمرے میں ماریا تھی۔ اس نے کہا۔

"آپ کو کس نے بتایا کہ میرے کمرے میں کوئی دوسری عورت بھی تھی؟"

مکار چچا نے مسکراتے ہوئے بولا۔

"میں رات تمہاری خواب گاہ کے قریب سے گذر رہا تھا۔ کہ اندر سے تم دونوں کی باتوں کی آواز آ رہی تھی۔"

ماریا سمجھ گئی کہ یہ بدخصلت شخص سانپ خواب گاہ میں پھینک کر انجام دیکھنے کے لئے کمرے کے باہر ہی کھڑا تھا۔ شہزادی نے کہا۔

"میں تو ہنری سے باتیں کر رہی تھی چچا۔ بھلا دوسری عورت وہاں کہاں سے آ گئی ہے؟"

چچا خاموش رہا۔ سمجھ گیا کہ شہزادی اس سے اصل بات چھپا رہی ہے۔ اسی روز مکار چچا نے ایک پھپھے کٹنی عورت کو شہزادی سوسن کے پیچھے لگا دیا کہ وہ معلوم کرے شہزادی رات کو کس عورت سے ملتی ہے؟ اور وہ عورت کون ہے؟

اسے خطرہ تھا کہ کہیں شہزادی کو اس کی خطرناک سازش کا پتہ نہ چل گیا ہو۔ اس طرح سے اس کے کئے کرائے پر پانی پھر سکتا تھا۔

اب ذرا پیچھے پرانے قبرستان کے گرجا گھر میں چل کر ناگ کی بھی خبر لیتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہے۔ وہ گرجا گھر کے تہہ خانے کے تابوت کے اندر والے کنوئیں میں ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ بڑی خطرناک گیس تھی۔ جس نے اُسے بے ہوش کر دیا تھا چونکہ تابوت کا اوپر والا ڈھکنا لاش کے باہر نکلنے سے تھوڑا سا کھل چکا تھا۔ اس لئے کنوئیں کی گیس باہر نکلتی رہی تھی۔ دو دن کے بعد ساری گیس نکل گئی تو ناگ کو ہوش آ گیا۔

اس نے دیکھا کہ وہ کنوئیں کی گیلی مٹی میں لت پت پڑا ہے۔ اس کا سر ابھی درد کر رہا تھا۔ وہ کنوئیں کی زنگ لگی دیوار پر رینگتا ہوا تابوت سے باہر آ گیا۔ تہہ خانہ اسی طرح ویران پڑا تھا۔ انسپکٹر وکٹر کے سپاہی وہاں سے خونی قاتل اور لاش کو اٹھا کر لے جا چکے تھے۔ میز پر بچے کی لاش بھی نہیں تھی۔ ناگ نے فوراً انسانی شکل اختیار کی اور گرجا گھر سے باہر نکل آیا۔

دن کا وقت تھا۔ مگر بادلوں کی وجہ سے روشنی کم تھی۔ دھوپ بھی نہیں نکلی ہوئی تھی۔ ناگ قبرستان سے نکل کر سیدھا انسپکٹر وکٹر کے دفتر میں پہنچ گیا۔ انسپکٹر وکٹر ناگ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم کہاں غائب ہو گئے تھے مسٹر جادوگر؟"
ناگ نے کہا۔ "میں تابوت والے کنوئیں میں بے ہوش ہو کر گر پڑا تھا۔ ابھی وہاں سے آ رہا ہوں۔"

"کمال ہے بھئی میرا اس طرف خیال ہی نہیں گیا۔"
ناگ نے کہا۔ "خیال بھی جاتا تو تم مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے کیونکہ میں سانپ کی شکل میں تھا۔ خونی قاتل کی لاش اٹھا لائے تھے تم لوگ۔"

"ہاں اس کا معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ ہم تمہارے بیحد شکر گذار ہیں۔ اور حکومت تمہیں انعام دینے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔"

"مجھے انعام کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس بہت سے انعام پہلے ہی ہیں۔" ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟" انسپکٹر وکٹر نے پوچھا۔
ناگ نے جواب میں کہا۔ "میں اپنے بھائی عنبر کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ یہاں اب میرا کوئی کام نہیں ہے۔"
انسپکٹر نے کہا۔ "کیا تم بادشاہ ہنری ہشتم کے دفن شدہ خزانے کے بارے میں ہماری مدد نہیں کرو گے؟"
ناگ بولا۔ "تمہاری حکومت کا اس خزانے سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ خزانہ جس کی امانت ہو گی اسے مل جائے گا۔"
یہ کہہ کر ناگ انسپکٹر کے دفتر سے باہر نکل آیا۔ اُسی نے لندن

شہر میں اپنے بھائی عنبر کی تلاش شروع کر دی۔

اُدھر عنبر اپنے وعدے کے مطابق قلعے میں مکار چچا سے جا کر ملا اور اُسے بتایا کہ ابھی وہ خزانے کی تلاش میں اپنا جادو نہیں کر سکتا۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں تھی کہ عنبر کی ابھی تک ناگ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اور خزانے کا پتہ صرف ناگ سے اُسے دے سکتا تھا۔ مکار چچا نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟"

عنبر نے کہا۔ "یہ ہماری جادوگری کے راز ہیں۔ آپ اسے نہیں سمجھ سکتے۔"

"پھر تم کب جادو جگاؤ گے اور مجھے خزانے کے پاس لیکر جاؤ گے؟"

"ابھی آپ کو پندرہ دن تک انتظار کرنا ہو گا۔"

"یہ تو بہت زیادہ دن ہیں۔"

"اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔" عنبر نے جواب دیا۔

عنبر شہزادی سوسن سے ملنے گیا تو وہاں ماریا سے بھی ملاقات ہو گئی۔ عنبر نے بتایا کہ ناگ سے ابھی تک لندن میں ملاقات نہیں ہوئی۔ ماریا اور سوسن نے رات سانپ والا قصہ سنایا اور بتایا کہ مکار چچا نے شہزادی اور اس کے بھائی کو ہلاک کرنے کی مہم شروع کر دی ہے۔ عنبر نے کہا۔

"ادھر وہ خزانے کے سلسلے میں بھی بڑا بے چین ہو رہا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن جب تک ہمیں ناگ نہیں ملتا ہم خزانے تک اُسے نہیں لے جا سکتے۔"

ماریا نے کہا "کیا اُسے خزانے تک لے جانا ضروری ہے؟"

عنبر بولا "ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ دولت کی تلاش میں وہاں جائے اور خزانے کا سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہو جائے۔ یہ ایک ایسی موت ہوگی۔ جس کا وہ صحیح حقدار ہے۔

پھر عنبر نے شہزادی سے کہا کہ وہ رات کو دروازے کے نیچے جو درز ہے اس میں کپڑا ٹھونس کر سویا کرے۔ اس نے ماریا سے بھی کہا۔

"ماریا بہن! تم بھی چوکس رہا کرو۔ کیونکہ مکار چچا اب کوئی دوسرا زبردست حملہ کرنے والا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ آج رات شاید پھر خطرناک حرکت کرے۔"

ماریا بولی "فکر نہ کرو عنبر بھائی! اب میں ہوشیار رہوں گی۔"

"تو پھر میں چلتا ہوں۔ سونے کی اینٹ میں نے ایک ہزار پاؤنڈ میں بیچ دی تھی۔ یہ تو میں تجھے بتانا ہی بھول گیا۔"

"یہودی نے تمہیں لوٹ لیا ہے۔"

"مجھے پیسوں کی ضرورت تھی۔"

شہزادی سوسن نے کہا "عنبر بھائی! مجھ سے لے لو جتنے پونڈ تمہیں چاہییں۔"

عنبر نے کہا "نہیں نہیں شہزادی! تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس خرچ کے لئے بہت رقم ہے جب ضرورت ہوگی کہہ دوں گا۔"

عنبر قلعے سے واپس آگیا۔

رات کو کھانا کھانے کے لئے میز پر بیٹھے تھے کہ چچا نے ہنری سے کہا۔

"آج تم مچھلی نہیں کھا رہے ہنری بیٹا؟"

ننھا ہنری بولا "مچھلی کو میرا دل نہیں چاہتا انکل۔"

"اوہ!"

چچا کچھ دیر خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔ پھر اچانک چھری سے ہنری کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"کبھی تم نے سانپ کھایا ہے؟"

ہنری نے کوئی جواب نہ دیا۔ شہزادی سوسن بولی۔

"انکل! ہنری سے ایسی باتیں نہ کریں۔ وہ پریشان ہو جاتا ہے۔"

چچا زور سے قہقہہ لگا کر کہا۔

"ارے بیٹی! تم بادشاہوں کی اولاد ہو۔ تمہیں کسی بات پر کبھی بھی گھبرانا نہیں چاہیے۔"

ماریا کو مکار چچا کی مکاری کی باتوں پر غصہ آگیا۔ اُس نے میز پر سے ایک پلیٹ اٹھا کر چھت کی طرف اچھال دی پلیٹ اپنے آپ چھت کی طرف اچھل کر قالین پر گری تو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چچا خوف زدہ ہو کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ہنری حیران ہو گیا تھا۔ لیکن شہزادی سوسن کو معلوم تھا کہ یہ شرارت ماریا نے کی ہے۔ شہزادی نے مسکرا کر کہا۔

"انکل! آپ کیوں گھبرا گئے؟ آپ بھی تو شاہی خاندان سے ہیں۔"

چچا ابھی تک قالین پر گری پلیٹ کو تک رہا تھا۔ اُسے یاد آگیا کہ کل ایک صراحی میز پر اپنے آپ گر پڑی تھی۔

"اس قلعے میں ضرور کوئی بھوت آگیا ہے۔"

"بھوت؟" ہنری نے ڈرتے ہوئے کہا۔

شہزادی بولی۔ "بھوت آگیا تو کیا ہوا۔ ہم اسے اپنا دوست بنالیں گے۔ مجھے بھوتوں کو دوست بنانے کا بڑا شوق ہے۔"

ماریا نے دوسری بار ایک چاندی کی صراحی اٹھا کر مکار چچا کے سر پر رکھ دی۔ چچا اچھل کر دور جا کھڑا ہوا۔ وہ خوف سے کانپ رہا تھا۔

"بھوت۔ اس کمرے میں بھوت ہے۔"

ہنری سہم کر اپنی بہن کے ساتھ لگ گیا۔ چچا کھانا بیچ میں ہی چھوڑ کر "بھوت بھوت" کرتا وہاں سے چلا گیا۔ شہزادی نے ماریا سے کہا۔

"یہ تم ہو ناں ماریا؟"

"ہاں۔ میں ذرا تمہارے چچا کو سبق سکھانا چاہتی تھی۔"

ہنری نے جو کمرے میں کسی غیبی عورت کی آواز سنی تو اور زیادہ ڈر گیا۔ اس کی بہن نے اُسے تسلی دے کر کہا۔

"گھبراؤ نہیں ہنری! یہ بھوت نہیں ماریا ہے۔ تمہاری آنٹی ماریا ـــــ"

"آنٹی نظر کیوں نہیں آتی؟" ہنری نے پوچھا۔

ماریا نے کہا۔ "ہنری بیٹے! میں تمہاری دوست ہوں نظر اس لئے نہیں آتی کہ میں نے اپنے جسم پر غائب کر دینے والی کریم ملی ہوئی ہے۔"

ہنری نے کہا۔ "آنٹی تھوڑی سی کریم مجھے بھی دے دو۔"

ماریا اور شہزادی سوسن کھل کھلا کر ہنس پڑیں۔

"چلو اب کمرے میں چل کر آرام کرو۔"

شہزادی سوسن اپنے بھائی کو لے کر خواب گاہ میں آگئی وہ اس کو ایک پل کے لئے بھی اپنے سے جُدا نہیں کرتی تھی۔ ماریا بھی اُن دونوں کے ساتھ ہی خواب گاہ میں آگئی۔

اس وقت رات کے آٹھ بجے تھے اور مکار چچا کو بیرے کا بے چینی سے انتظار تھا جو سفید سانپ لینے گیا ہوا تھا اور شام کو آنے کا وعدہ کر گیا تھا۔ یہ ہسپانوی بیرا اس وقت قلعے سے دُور پار کے ایک کھنڈر میں بیٹھا سانپوں کے بادشاہ سفید سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو پکڑنے کے منتر پڑھ رہا تھا۔ اتفاق سے ناگ کا اُدھر سے گزر ہوا۔ وہ عنبر کی تلاش میں چلا جا رہا تھا۔ اُس نے ایک کھنڈر میں آگ جلتے دیکھی تو ایک چٹان کی اوٹ میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہٹا کٹا آدمی آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے سامنے آگ جل رہی ہے اور وہ یہ منتر بار بار پرانی جادو کی زبان میں پڑھ رہا ہے۔

"اے سانپوں کے بادشاہ! میری مدد کر۔ تو مجھے مل گیا تو شاہی قلعے کا چھوٹا ڈیوک مجھے ایک ہزار سونے کے ٹکڑے دے گا۔ میری مدد کر اور میرے پاس آ جا۔"

ناگ کو اُس غریب ادھیڑ عمر کے ہسپانوی سپیرے پر ترس آ گیا اس نے آنکھیں بند کر کے یہ محسوس کرنے کی کوشش کی کہ وہاں کہیں سانپوں کا بادشاہ سفید کلغی والا سانپ ہے کہ نہیں؟ بہت جلد اسے معلوم ہو گیا کہ اس سارے علاقے میں ایک بھی سانپ نہیں ہے اور وہ سپیرا یونہی اپنا وقت ضائع کر رہا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ وہ خود سانپوں کا بادشاہ بن کر اس غریب سپیرے کے پاس چلا جائے۔ اس طرح سے اس کی مدد بھی ہو جائے گی۔

پس ناگ نے آنکھیں بند کر کے ایک ہلکی سی پھنکار اپنے حلق سے نکالی اور وہ بڑی خوبصورت کلغی والا سفید سانپوں کا بادشاہ بن کر سپیرے کی طرف رینگتے رینگتے اس کے پاس پہنچ گیا۔ سپیرے نے سانپ کو دیکھا تو خوشی سے نہال ہو گیا جھٹ اسے پٹاری میں بند کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے کی جانب روانہ ہو گیا۔ قلعے میں چچا یعنی چھوٹے ڈیوک نے سپیرے کے بارے میں کہہ رکھا تھا کہ جونہی وہ آئے اُسے شاہی محل پہنچا دیا جائے۔ سپیرا جلد ہی چچا کے پاس پہنچ گیا۔ اُس نے پٹاری کا ڈھکنا کھول کر اُسے سفید سانپ دکھایا اور آہستہ سے کہا۔

"حضور! اس سے کوئی بچ کر نکل جائے تو مجھے پکڑ لیجئے گا۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکّار چچا اور خزانہ

مکّار چچا نے پٹاری بند کر کے اپنے پاس رکھ لی۔ سپیرے کو انعام دے کر رخصت کر دیا۔ ناگ سفید سانپوں کے بادشاہ کے روپ میں پٹاری میں بند پڑا تھا۔ سپیرے کی بات پر ناگ کے دل میں شک سا پیدا ہوا تھا کہ اسے کسی خطرناک کام کے لئے قلعے میں لایا گیا ہے۔ وہ ہوشیار ہو گیا تھا۔ جب رات آدھی سے زیادہ گذر گئی تو مکّار چچا نے اپنی جاسوس عورت سے پوچھا۔

"کیا شہزادی اور ہنری سو گئے ہیں؟"

"جی ہاں آقا۔ وہ تو کب کے گہری نیند میں سو رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ۔ اور سنو۔ خبردار اگر کسی سے کوئی بات کی۔"

"میری مجال ہے آقا کہ میں زبان کھولوں۔"

"یہ لو تمہارا انعام۔"

مکّار چچا نے اپنے گلے سے موتیوں کا ہار اتار کر جاسوس عورت کے حوالے کر دیا۔ جاسوس عورت خوش خوش وہاں سے رخصت ہو گئی۔ جب ہر طرف خاموشی چھا گئی تو مکّار چچا نے پٹاری کو اپنے لمبے فرغل میں چھپایا اور دبے پاؤں شہزادی کے کمرے کی طرف بڑھا۔ دروازے کے پاس جا کر اس نے دیکھا کہ دروازے کے نیچے جو درز تھی اس میں کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا۔ مکّار چچا نے ہاتھ سے وہ کپڑا ایک طرف سے کھینچ دیا۔ پھر پٹاری کھول کر سانپ کو اس سوراخ میں سے اندر داخل کر دیا۔

جونہی سفید سانپ کی شکل میں ناگ کمرے میں داخل ہوا۔ اُسے ماریا کی خوشبو آئی۔ وہ تو بے حد خوش ہوا۔ یہ خوشبو اُسے کبھی دھوکہ نہیں دے سکتی تھی۔ ماریا یقیناً اسی کمرے میں تھی ادھر ماریا کو بھی ناگ کی بُو آ گئی۔ شہزادی سوسن اور ہنری اپنے اپنے بستروں میں سو رہے تھے۔ ماریا کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی۔ ناگ سفید سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا ماریا کے قریب آ گیا۔

ماریا نے سانپ کی طرف دیکھا۔ تو بے اختیار اس کے منہ سے نکل گیا۔

"ناگ بھائی! یہ تم ہو کیا؟"

ناگ ایکدم سے اپنی انسانی شکل میں آ گیا۔ ماریا نے اپنے پرانے ساتھی اور بھائی کا ماتھا چوم لیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ماریا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"خدا کا شکر ہے کہ ایک مدت کے بعد تم سے دوبارہ ملاقات ہو گئی۔ عنبر کہاں ہے؟"

ماریا نے بتایا کہ وہ ہوٹل سیوائے میں ٹھہرا ہوا ہے ناگ نے خوش ہو کر کہا۔

"کتنا اچھا ہوا کہ ہم تین دوست اور تین بہن بھائی اپنا واپسی کا پانچ ہزار سال لمبا سفر طے کرنے کے لئے ایک بار پھر اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیا کر رہی ہو اور یہ کون سو رہا ہے؟"

ماریا نے ساری کہانی ناگ کو سنا ڈالی۔ ناگ نے کہا۔

"جب ہی یہ بدخصلت چچا مجھے اندر ڈال گیا ہے تاکہ میں ان دونوں کو ڈس کر ہلاک کر دوں۔ یہ اللہ کا بڑا کرم ہوا کہ یہاں اسی بہانے تم سے ملاقات ہو گئی۔ اب سب سے پہلے تو میں اس مکار چچا کی خبر لیتا ہوں۔"

اس پر ماریا نے ناگ کو سمجھایا کہ عنبر نے چچا سے بات کر رکھی ہے کہ وہ ناگ کے ذریعے ہنری ہشتم کے خفیہ خزانے کا پتہ چلائے گا اور پھر خزانے کے سانپ سے اسے ڈسوا کر ہلاک کرائے گا۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہم میں سے کوئی اس کمینے کے خون سے ہاتھ رنگے۔

ناگ بولا۔ "ایسی بات ہے تو پھر ہم ایسا ہی کریں گے۔ ویسے میرا تو یہ دل چاہتا ہے کہ ابھی واپس جا کر اس ظالم چچا کو ڈس کر ہلاک کر دوں جو محض دولت کے لئے دو معصوم انسانوں کی جان لینا چاہتا ہے۔"

ماریا نے کہا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن عنبر بھائی کا خیال ہے۔ کہ اس کمینے شخص کی موت ہم اپنے ذمے نہیں لیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" ناگ بولا۔ "پھر میں یہاں سے ابھی واپس عنبر کے پاس ہوٹل سیوائے جاتا ہوں۔"

"تم عنبر کو خزانے کے بارے میں بتا سکو گے؟"

ناگ نے کہا۔ "میں جانتا ہوں وہ خزانہ کہاں ہے۔ خزانے کے صندوق ہیرے جواہرات سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ دریا کے پل کے نیچے ایک تہہ خانے کے کنوئیں میں دفن ہے میں اسے دیکھ چکا ہوں۔"

ماریا نے خوش ہو کر کہا۔ "بس پھر تو بڑی اچھی بات ہے کیا خزانے پر کوئی سانپ بھی پہرہ دے رہا ہے؟"

"ہاں۔ وہ بڑا زہریلا پھنیر سانپ ہے۔"

ماریا بولی۔ "بس یہی سانپ اس ظالم چچا کی موت کا پیغام ثابت ہو گا۔ میں ان دونوں بہن بھائی کی حفاظت کے لئے اسی جگہ رہوں گی۔ تم ہوٹل جا کر عنبر سے ملو اور اسے خزانے کا پتہ بتا کر کہو کہ کل وہ کسی وقت اس ظالم اور مکار چچا کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ لے کر دریا والے کنوئیں میں اتر جائے اور اسے وہیں دفن کر آئے۔"

ناگ نے کہا: "تم سے پھر کہاں ملاقات ہوگی؟"

ماریا بولی: "میں یہاں سے سیدھی ہوٹل میں آجاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں بھی وہیں ہوں گا۔"

ناگ سفید سانپ ہی کی شکل میں وہاں سے باہر نکل گیا۔

اب ایسا ہوا کہ کم بخت چچا باہر ایک طرف کھڑا تھا۔ وہ آج کی رات بھی سوسن اور ہنری کی چیخوں کی آوازوں کا انتظار کر رہا تھا کہ اس کے سفید سانپ کو باہر نکلتے دیکھا بڑا خوش ہوا کہ سانپ اپنا کام کر آیا ہوگا۔ اس نے سانپ کو پکڑنے کی بجائے اسے مار دینا چاہا تاکہ یہ کسی اور شخص کو محل میں نہ ڈس دے۔

مکار چچا تلوار لے کر سفید سانپ کی طرف بڑھا۔ ناگ سفید سانپ کے روپ میں برآمدے کی دیوار کے ساتھ رینگتا ہوا بالکونی کی طرف جا رہا تھا کہ اس نے دیکھا وہی مکار چچا تلوار لئے اس کے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ اُسے بڑا غصہ آیا کہ یہ کم بخت اس کی جان کا بھی دشمن ہو گیا ہے۔ اگر اُسے عنبر کے پروگرام کا خیال نہ ہوتا تو وہیں اس بدکردار شخص کو ہلاک کر دیتا۔

مکار چچا نے تلوار کا وار کر دیا۔ ناگ ایک طرف پہلو بدل کر دیوار پر چڑھ گیا۔ مکار چچا نے ایک اور تلوار ماری۔ ناگ نے وہاں سے چھلانگ لگائی اور قلعے کی بالکونی میں آکر سیاہ رنگ کی ننھی سی چڑیا بن کر پھُر سے اڑ گیا۔ رات کے اندھیرے میں چچا کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ ناگ سانپ کی بجائے کالی چڑیا بن کر اڑ چکا ہے۔

ناگ لندن شہر کے اوپر چڑیا بن کر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ ہوٹل سیبوائے اس نے آتے جاتے کئی بار دیکھا تھا۔ بہت شاندار ہوٹل تھا۔ وہ ہوٹل کے دروازے کے سامنے ایک درخت پر اتر آیا۔ ہوٹل کا بڑا دروازہ بند تھا اور باہر ایک چوکیدار پہرہ دے رہا تھا۔ دوسری منزل کی ایک کھڑکی کھلی تھی۔ ناگ اڑتا اڑتا اس کھڑکی میں آکر بیٹھ گیا۔

عنبر نے کالی چڑیا کو دیکھا تو کہا۔

"ناگ!"

ناگ چڑیا سے اپنی انسانی شکل میں آگیا۔ دونوں دوست گلے مل گئے۔ ناگ نے بتایا کہ ماریا سے اس کی ملاقات ہو گئی ہے۔ پھر اُس نے ساری کہانی بیان کر دی جس کے متعلق عنبر سب کچھ جانتا تھا۔

"اب صبح تم مکار چچا کو قلعے سے لے کر خزانے کے پاس پہنچ جانا۔ میں اور ماریا اسی کمرے میں تمہارا انتظار کریں گے۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا۔ "میرا خیال ہے یہ کام مجھے رات کے اندھیرے میں کرنا ہوگا دن کے وقت دریا کے پل کے نیچے تہہ خانے میں اترنا مناسب نہیں رہے گا۔"

"جیسے تمہاری مرضی"

پھر رات گئے تک دونوں بھائی اور دوست ایک دوسرے کو اپنی اپنی کہانی سناتے رہے کہ الگ رہ کر ان کے ساتھ کیا کیا گذری!

دن نکل آیا۔ لندن میں لوگ اپنے اپنے کام پر روانہ ہوگئے۔ سارا دن ناگ اور عنبر نے آرام کیا۔ ہوٹل میں پولیس آگئی تھی۔ انسپکٹر وکٹر بھی وہاں موجود تھا۔ جب اسے بتایا گیا کہ وہاں شیر آیا تھا اور چور کو شیر نے ہلاک کیا ہے تو پہلے تو اس نے یقین نہ کیا۔ لیکن جب کمرے میں شیر کے پنجوں کے نشان دیکھے اور چور کی گردن کا معائنہ کیا تو اُسے بھی یقین کرنا پڑا کہ یہ سوائے شیر کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

ناگ نے عنبر کو بتایا کہ انسپکٹر وکٹر اس کا دوست ہے۔

"ہو سکتا ہے اُسے مجھ پر شک ہو مگر میں اس سے نہیں ملوں گا۔ میں اس کمرے میں ہی رہوں گا۔"

اب انسپکٹر وکٹر نے کمروں کی تلاشی لینی شروع کر دی کہ ہو سکتا ہے شیر کسی کمرے میں چھپا بیٹھا ہو۔ پولیس عنبر کے کمرے میں بھی آئی۔ ناگ پھر کالی چڑیا بن کر الماری کے اوپر جا کر بیٹھ گیا۔ انسپکٹر نے پولیس کے ساتھ عنبر کے کمرے کی بھی تلاشی لی۔ وہاں شیر بھلا کہاں ہو سکتا تھا۔ انسپکٹر وکٹر نے جاتے جاتے الماری کے اوپر بیٹھی کالی چڑیا دیکھی تو رُک گیا۔

"یہ چڑیا کیا تم نے پال رکھی ہے مسٹر عنبر؟"

عنبر نے چڑیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"پالی تو نہیں ہے مگر یہ روز یہاں آ جاتی ہے میں اسے ڈبل روٹی کے بھورے ڈال دیا کرتا ہوں۔"

انسپکٹر ذرا سا مسکرایا اور کالی چڑیا کو ایک نظر دیکھ کر باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ناگ پھر انسانی شکل میں آ گیا۔ اور عنبر کے ساتھ بیٹھ کر کافی پینے اور باتیں کرنے لگا۔ اسی طرح باتیں کرتے شام ہو گئی۔ اب عنبر نے کہا۔

"میں قلعے کی طرف جا رہا ہوں۔"

ناگ نے پوچھا۔ "خزانے کی جگہ تم نے اچھی طرح ذہن نشین کر لی ہے نا؟"

"ہاں۔ تم فکر نہ کرو۔"

ناگ ہوٹل میں ہی رہا اور عنبر قلعے کی طرف روانہ ہو گیا۔

ماریا ابھی تک قلعے ہی میں تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ عنبر مکار چچا کو وہاں سے لے کر خزانے کی تلاش میں جائے تو وہ وہاں سے ہوٹل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں ناگ کے پاس آجائے۔ کیونکہ اس کے بعد شہزادی سوسن اور ہنری کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا تھا۔

اس وقت سارے شاہی قلعے میں اگر کوئی شخص پریشان تھا تو وہ چھوٹا ڈیوک یعنی مکار چچا تھا، کیونکہ سفید سانپ نے بھی شہزادی اور اس کے بھائی کو ہلاک نہیں کیا تھا اور عنبر بھی اسے خزانے تک لے جانے کے لئے ابھی تک وہاں نہیں پہنچا تھا۔

وہ غصے کی حالت میں قلعے کے دروازے کے باہر ٹہل رہا تھا کہ اس نے ایک بند بگھی کو رکتے دیکھا۔ وہ آگے بڑھا۔ بگھی میں سے عنبر باہر آیا۔

"میں اپنا وعدہ پورا کرنے آیا ہوں جناب!"

"مجھے اس وقت تمہارا بڑی شدت سے انتظار تھا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

مکار چچا عنبر کو اپنے خاص کمرے میں لے گیا۔ یہاں بیٹھ کر عنبر نے چھوٹے ڈیوک کو شاہی خزانے کو جانے والے راستے کے بارے میں ایک تفصیل بیان کر دی۔ اس نے یہ بھی بتا دیا کہ خزانہ بہت بڑا ہے اور آٹھ صندوق ہیں جو سونے اور جواہرات سے بھرے ہوئے ہیں۔

"کیا تم نے وہ صندوق دیکھے ہیں؟" ڈیوک نے خوش ہو کر کہا۔

عنبر نے کہا۔ "میں سارا خزانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آرہا ہوں۔ بس اب آپ میرے ساتھ چلئے۔ مگر آپ کو میری شرط یاد ہے نا؟"

"کونسی شرط؟" چھوٹے ڈیوک نے پوچھا۔

"یہی کہ خزانے پر جو سانپ بیٹھا ہوگا اس کو پرے ہٹانا آپ کا کام ہوگا۔"

"میں اس سانپ سے نپٹ لوں گا۔"

"لیکن میں نے آپ سے وعدہ لیا تھا کہ آپ اُسے ماریں گے نہیں کیونکہ وہ سانپ خزانے کے جائز حقدار کو کچھ نہیں کہے گا۔ اور آپ تو جائز حق دار ہیں۔"

چھوٹے ڈیوک مکاری سے مسکرایا۔ "اوہ ہاں۔ کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ سانپ مجھے کچھ نہیں کہے گا۔ مجھے اُسے مارنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔"

"تو آیئے چلتے ہیں۔ رات کا اندھیرا کافی گہرا ہو گیا ہے۔"

عنبر نے مکار چچا یعنی چھوٹے ڈیوک کو اپنے ساتھ بگھی میں بٹھایا اور بگھی رات کے سرد و ویران اندھیرے میں دریائے ٹیمز کے پرانے پل کی جانب روانہ ہو گئی۔ ماریا کو جب علم ہوا کہ ڈیوک عنبر کے ساتھ محل سے چلا گیا ہے تو اُس نے شہزادی سوسن اور ہنری سے اجازت لی اور کہا۔

"اب تم لوگ محفوظ ہو۔ کیونکہ تمہارا مکار چچا اب کبھی یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واپس نہیں آئے گا۔ اُسے اپنے کئے کی سزا مل جائے گی۔ ہاں میں تم دونوں کو تمہارا خزانہ واپس دلوانے ضرور آؤں گی اور عنبر ناگ بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ شب بخیر!“

شہزادی سوسن اور ہنری نے ہاتھ ہلا کر اس عورت کو الوداع کہا جو انہیں دکھائی تو نہیں دے رہی تھی مگر جس کی آواز وہ اچھی طرح سُن رہے تھے۔ ماریا وہاں سے سیدھی ہوٹل میں ناگ کے پاس آگئی۔ اُس نے ناگ سے کہا۔

”ناگ بھائی! کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ مکار ڈیوک خزانے کے پاس پہنچ کر تلوار یا خنجر سے سانپ کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ پھر تو سارا معاملہ گڑبڑ ہو جائے گا۔“

ناگ نے کہا۔ ”میں اس کا علاج ابھی کئے دیتا ہوں۔ میں اُس خزانے کے سانپ کو بلوا کر ہوشیار کر دیتا ہوں۔“

ناگ نے آنکھیں بند کر کے کچھ منتر پڑھے اور تھوڑی ہی دیر میں وہی نسواری اور نیلے رنگ کا خزانے کا سانپ کمرے میں آکر ناگ کے آگے جھک گیا۔ ناگ نے اُسے ساری بات بتا دی کہ شاہی قلعے کا مکار ڈیوک خزانے پر ناجائز طور پر قبضہ کرنے وہاں آ رہا ہے۔ اس نے ہو سکتا ہے اپنے کپڑوں میں خنجر چھپا رکھا ہو۔ اس لئے تم ہوشیار رہنا۔ نیلے سانپ نے کہا۔

”شکریہ اے عظیم دیوتا! میں خبردار رہوں گا۔“

ناگ نے کہا: ”اس کے بعد تمہیں وہ خزانہ اس کے جائز حقدار کے حوالے کر دینا ہوگا۔“

نیلا سانپ بولا۔ ”آپ کا حکم سر آنکھوں پر میرے دیوتا!“

”اب تم خزانے پر واپس جاؤ۔ وہ لوگ وہاں پہنچنے والے ہوں گے۔“

نیلے سانپ نے گردن جھکا کر ناگ کو سلام کیا اور غائب ہو گیا۔

مکار چچا اور عنبر رات کے اندھیرے میں دریائے ٹیمز کے پرانے پل کے نیچے پہنچ گئے۔ پل کے نیچے محراب بنی تھی۔ عنبر مکار چچا کو لے کر دیوار کے شگاف میں سے اندر چلا گیا۔ مکار چچا نے موم بتی روشن کر لی تھی۔ سرنگ میں پانی اور کیچڑ تھا۔ عنبر آگے آگے جا رہا تھا۔ آخر وہ مکار چچا کو لے کر تہہ خانے میں آ گیا۔ یہاں اس نے ایک جگہ سے پتھر کی بہت بڑی سل اٹھائی تو نیچے ایک کھڈ میں ملبے رُخ پر خزانے کے سات صندوق پڑے تھے۔ عنبر نے دیکھا کہ سانپ وہاں نہیں تھا۔ وہ پریشان ہو گیا کہ سانپ کہاں چلا گیا۔ خزانے کے ڈھکن کھلے تھے اور وہ سونے اور ہیرے موتیوں سے بھرے ہوئے تھے مکار چچا کی تو خوشی سے آنکھیں کھل گئیں۔ وہ خزانے کی طرف بڑھا۔

”دیکھ لو میں خزانے کا جائز حقدار ہوں۔ یہاں سانپ کہیں بھی نہیں۔“

عنبر نے سرنگ میں اور نیچے دیکھا۔ سانپ کہیں بھی نہیں تھا۔ عنبر پریشان ہو گیا کہ آخر سانپ کدھر غائب ہو گیا تھا۔ اتنے میں سرنگ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک خوفناک پھنکار کی آواز بلند ہوئی۔

٭ ٭ ٭

- نیلا سانپ کہاں سے آیا تھا؟
- مکّار چچا کا کیا انجام ہوا؟
- کیا شہزادی اور اس کے بھائی کو خزانہ مل گیا؟
- ماریا، عنبر اور ناگ کا اگلا سفر کہاں سے شروع ہوا۔
- اور وہ کیسے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے؟
- ان سوالوں کا جواب آپ کو اسی سیریز کی "موت کا دریا" میں ملے گا۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk